

پندروزہ
معارف فتح پر کمپانی

مدینہ

MA'ARIF FEATURE

ناک مدرا ان: منعم ظفر خان، سید مجتبی اللہ الحسینی، نوید فوزان - معاون مدرا ان: غوث الدین، محمد عمد فاروقی

۷۵۹۵+ کراچی - اسلام آباد - فیصل آباد - ملک ۳۵، فیض آباد

www.irak.pk | irak.pk@gmail.com |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یورپ سیکھ چکا ہے؟

Sylvie Kauffmann

فرانس کے فوجی افریقہ میں ایک ایگزی بیجنگ لوار ہے ہیں، جس کے حوالے سے انہیں کسی بھی بات کا یقین نہیں۔ وہ سری طرف برطانیہ خودوالگ تھلک رکھتے پر لیقین رکھتا ہے۔ وہ بیرون ملک فوجی مش شروع کرنے میں ذرا بھی اچھی نہیں رکھتا۔ اس حوالے سے اس کے دنگر یورپی مالک کے ساتھ اختلافات بڑھتے ہیں جا رہے ہیں۔ لندن میں حال ہی میں نیو سر برہا کا فرنٹ ختم ہوئی ہے، جس میں کمن مالک نے ایک وہ سرے کے ساتھ کھڑے رہنے کا رکنی توجیہت کا عزم ظاہر کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ نیو ہائی کے حوالے سے غیر تجسسی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ کوئی بھی پورے لیقین کے ساتھ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں۔ نیو ہائی کے لیے سب سے بڑا منہض کیا ہے؟ امریکا۔ جی، بال، امریکا کی پارلیسوں میں روشنابو نے والی تبدیلیوں نے نیو کے لیے غیر معمولی سوال پیدا کیے ہیں۔ عالمی امور میں اپنی پوزیشن میں تکروزی محسوس کرتے ہوئے امریکا نے مغربی دنیا کی قیادت سے خود کو مرحلہ وار الگ کیا ہے۔ نیو ہائی کبھی کچھ ایسا تھی معاملہ کا رہر فاڈ نہیں کے تحت ایک کافر فرنٹ سے خطاب کر رہی تھیں کہ میرے موبائل فون کی اسکرین پر ایک پیغام امہر، مالی میں عسکری کارروائی کے وہ روان و دیل کا پڑھ کر ان سے فرنٹ کے اربوفنی بلاک ہو گئے۔ جو کچھ کمک میں کی زبان سے لکھ رہا تھا، وہ میرے موبائل فون کی اسکرین پر تمودار ہوئے والی تفعیلات کے خلاف تھا۔ جرسن وہی خارجہ نے شہوں لجھے میں کہا کہ نیو آج بھی مستحکم ہے اور کسی بھی جدہ کارروائی کرنے کی پوزیشن میں ہے۔ اور یہ کہ جرسن خارجہ پالیسی صورت حال کی تبدیلی سے متاثر نہیں ہوئی ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ نیو کی خرابیوں کے حوالے سے شخصیں میں اگرچہ فرق پایا جاتا ہے تاہم حقیقت یہ ہے کہ نیو اب بھی ہے اور اپنا کروار ادا کرنے کی پوزیشن میں ہے۔

اندروئی صفحات پر

- وئی اسکول آف امریکا۔۔۔
 نشانے پر صرف اسلام پنڈ کیوں؟
 امریکی صدارتی انتخابات: کیا امریکا سعودی
 خصوصی تعلقات ختم ہو جائیں گے؟
 آئندہ سماں ملک سپھی، یقینہ مت شرم کی بات ہے!
 شکیاں گل: مسلمانوں کے لیے قبہ خانہ
 مشرق وسطی: عرب پر کی خارج پالیسی کی ناکامی
 کشمیر کی بدترین صورتحال: افغانستان میں
 بھارتی مخالفت میں تیزی
 بھارت کے دو بنیادی مسائل

جہن و زیر خارج کا اشارہ بہت حد تک فرانس کے صدر یمنا نویں سیکریٹری اس کی طرف تھا، جنہوں نے دو ماہ قبل کپا تھا کہ نیویو کی "برین ڈیمکھ" واقع ہو گئی ہے لیکن وہ داعی طور پر مر چکا ہے۔ معروف برلن نوی گریبے دی اکنامست کو دیے گئے اس انترو یو کے مندرجات نے یورپ پر ہر میں خالج پائیں۔ ٹائمز منٹ کو بلاکر نکل دیا۔ اس انترو یو سے جہن بہت برافروخت ہوتے۔ جد سیکیڈ میں خارجہ امور سے متعلق کمیٹی کے سربراہ اور پارلیمان کے رجعت پسند رکن نار برٹ روٹن ٹھن نے کہا کہ نیویو کے حوالے سے نہیاں مایوس کن بات کہنا ممکن ہادت ہے، اور کچھ نہیں۔

دفاع یقین بانے اور اس کے ختنی مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے حوالے سے قائد کروادا نہیں کریں گے۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں رکھتا کہ تنہ برس کے دوران یورپی قائدین نے سیکھ لیا ہے کہ تم پس سے معاملات کس طرز شاکے جائیں..... اور ان کے بغیر بھی! آنکھم بھلیں میں کینیڈ، برطانیہ اور بالینڈ کے قائدین نے امریکی صدر کی جو نتالی کی تھی، اس کی وجہ پوچھنا نہیں والی تھی۔ مگر اس سے زیادہ پوچھنا نہیں والی بات اس ویڈیو کے رویز ہونے سے قل امریکا اور فرانس کے صدور کے درمیان ہونے والی تھی۔ فرانسیسی ہم منصب سے پوچھا ”آپ چند اچھے آئیں اسیں (دعاش) فائز ریٹینا پسند کریں گے؟“ یہ سوال ایک ایسے ملک کے صدر سے کیا گیا تھا جب اس سوال قبیل دعاش کے متعلق سے قائدین کو فرانسیسی صدر کی بات متعلق گی، اور وہ غصے گنگلوں میں اس حوالے سے اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہوں، مگر منتظر امریکا کو تو ہم ہوں نے بیکھاڑے کہ فرانسیسی صدر نے جو کچھ کہا ہے، وہ بہت ”جیکھا“ ہے۔ پیشتر یورپی قائدین کا موقف ہے کہ فرانسیسی صدر نے جو انداز اختیار کیا ہے وہ ان کا ڈکھانے والا تھا۔ فرانسیسی صدر نے نہایت سمجھیگی سے ڈکھانے والا تھا۔ فرانسیسی صدر کو دیکھ لیں کہ دعاش میں حالات کا باکر پرواشت کرنے کی ملاحتی کس حد تک ہے۔ اس بارے کی تفاصیل میں ادا نہیں اڑایا۔

لدن میں ٹیکنیکر اور فرانسیسی صدر ایمانی میں ادا نہیں اڑایا۔ اس میں سربراہ کافر اور جرمن چانسلر انگلی مملک نے ذمہ پر ملاقات کی۔ ہوٹل میں ایک ایسا ہے اسی کے ساتھ ساتھ کار بر فاؤنڈیشن کے لیے جانے والے یورپی سرچ سینٹر کے حالے سر وے پر بھی بات کی ہو، جس کے مطابق ۵۲ فیصد جرمن چاہتے ہیں کہ ان کا ملک دفاع کے معاملے میں امریکا پر قیری معقول انصار ترک کر دے، خواہ وقاری اخراجات دنگے ہو جائیں۔ سروے کے مطابق ۴۷ فیصد جرمنوں کا خیال ہے کہ ان کے ملک کو فرانسیسی اور برطانیہ سے جو ہری تحفظ یقینی بنانے پر متوجہ ہونا چاہیے۔

(اس مشتمون کی اشاعت کے بعد فرانسیسی اور جرمنی کے قائدین نے جیسیں میں روں اور یورپیوں کے صدور سے ملاقات کی۔ امریکا کے بغیر ہونے والی ملاقات مختیاری۔ بیلوی کافیں فرانسیسی کیے معروف اخباری بونسے کی ایڈیشوریل ڈائٹریکٹر اور سائیک ایڈیٹر اچیف ہیں۔ (ترجمہ: تمہارا تم خان)

"Europe has learned how to deal with Trump-and without him". ("New York Times". Dec. 6, 2019)

ممالک کی توقعات کو ردی طرح جھگوڑا یا ہے۔ فرانسیسی قیادت نے یہ بات بہت پہلے اچھی طرح جھوٹیں اپنیں کی بلکہ جھوٹیں کی تھیں کہ ڈولٹنڈرمپ ہر معاملے میں یک طرف طور پر کچھ نہ کچھ کر گزرنے کے امریکی مزان کی انجامی شکل یا عالمتیں ہیں۔ فرانسیسی صدر کیتھی ہیں کہ انہوں نے نیو یورک یا عالمتی سے جو کچھ بھی کہا ہے اس پر یورپی طاقتوں کو پریشان ہونے یا بُد امانتے کے بجائے اس انتہا کو ایک ویک اپ کاں کے طور پر لینا چاہیے کہ اب امریکا ان کے دفاع کی ذمہ داری سے دست بردار ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے میں لازم ہے کہ اپنے دفاع کے لیے بھی اپنے طور پر کچھ نہ کچھ کرنے کی شانیں اور حکمیت عمل تبدیل کر لیں۔ ہوٹل میں یورپ کے بہت سے قائدین کو فرانسیسی صدر کی بات متعلق گی، اور وہ غصے گنگلوں میں اس حوالے سے اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہوں، مگر منتظر امریکا کو تو ہم ہوں نے بیکھاڑے کہ فرانسیسی صدر نے جو کچھ کہا ہے، وہ بہت ”جیکھا“ ہے۔ پیشتر یورپی قائدین کا موقف ہے کہ فرانسیسی صدر نے جو انداز اختیار کیا ہے وہ ان کا یعنی جھوٹی طور پر پورے یورپ کا انداز نہیں ہے۔

ایک ایسہ سوال یہ ہے کہ اب نیو کے لیے سیاسی میدان میں کیا چاہے؟ فرانسیسی صدر بہت خوش ہیں کہ ان کی باتوں سے یورپی قائدین کو سچنے کی توفیق نہیں ہوئی اور وہ اب مستقبل کے حوالے سے کچھ سوچ رہے ہیں۔ اب ایسا انداز کہ نیو میں اونی گز ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ امریکا پیچھے ہٹ دیا ہے۔ امریکی صدر نے بھی نیو کو obsoleto کہا تھا اگر اس پر کوئی نگاہ کھڑا ہو۔ فرانسیسی صدر نے نیو کو مردہ کہا ہے تو ایک بھگامہ کھڑا ہو گیا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ایمانویل میکل میں اکتوبر یونیورسٹی پر مکملی پیاوی ہے۔ نیو کے آئین کے آرٹیکل ۵ کے تحت کسی بھی رکن ملک پر جملہ تمام ارکان پر حملہ قصور کیا جائے گا۔ فرانسیسی صدر اس آرٹیکل کے خلاف بول گئے ہیں۔ یورپ کی پیش قومیں اس حوالے سے پریشان ہیں۔ اب تک تو محاذ یہ تھا کہ دفاع کی ذمہ داری نیو کو سونپ کر سکون کے ساتھ لیے جاتے رہے ہیں۔ پیشتر یورپی ممالک میں آج گھی یہ ایڈی پائی جاتی ہے کہ نومبر ۲۰۱۶ء میں امریکی صدارتی انتخاب میں ڈولٹنڈرمپ دوبارہ منتخب نہ ہوئے تو سب کچھ پلٹ جائے گا امریکا دوبارہ نیو کی طرف پلٹ آئے کا اور نیو کے ارکان کی سلامتی یقین بنا نے کے حوالے سے اپنے وصے ضرور پورے کرے گا۔ فرانسیسی صدر کے پریشان کن اور نیو کے دوبارہ طاقتور ہونے سے متعلق پیشتر یورپی

سمجھتا ہے اور اوس طریقے کی قوت ہونے پر بھی اپنے دفاع کے لیے کسی اور پر اصحاب سے گریز کرتا ہے۔ فرانسیسی صدر نے دی اکامت کو بوجاڑی پیدا یا ہے، اس کے مندرجات پیشتر یورپی ممالک میں خوش دلی سے قبول نہیں کیے گئے۔ جرمنی میں اس حوالے سے شدید رُمل پیدا ہوا روس سے جری ہوئی ریاستوں بالخصوص پولینی، بالٹک خط اور شمالی یورپ کے ممالک میں فرانسیسی صدر کا اندر ویڈو شدید پیشانی میکراں نے روس سے غیر مشروط و موضع الیاد مذاکرات کی بات کی ہے۔ پیشتر یورپی طاقتوں کو کچھ انداز نہیں کہ فرانسیسی اس سے مذاکرات کے قریب یہ کیا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ نیو کو مردہ قریب جا جیسی کے لیے ایسا ہی ہے جیسے اس کے پیروں نے سے غالیچے کھٹکی لیا جائے۔ اس حوالے سے برلن میں بڑھاتی کا پیدا ہونا لازم ہے۔ پیشتر یورپی کا معاملہ مختلف ہے کیونکہ فرانسیسی قیادت نے غالیچے کے کنارے کنارے چنان سیکھ لیا ہے۔ جرمنی میں قائم فرانسیسی املاحتاً تھنک تھنک ”جوہن مارش نڈ“ کے ڈائریکٹر ٹائم کائنون برکوف کہتے ہیں ”تو کچھ یہ (جھاگ دالی کافی) کافی دلوں میں، مگر جرمنی کے پاس کڑک کافی اور جھاگ کافی دلوں میں، مگر جرمنی صرف جھاگ کے سہارے نہیں ہی سکتا۔“

گھوم پھر کر کرے معاملہ امریکا تک پہنچتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ نیو میں اونی گز ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ امریکا پیچھے ہٹ دیا ہے۔ امریکی صدر نے بھی نیو کو obsoleto کہا تھا اگر اس پر کوئی نگاہ کھڑا ہو۔ فرانسیسی صدر نے نیو کو مردہ کہا ہے تو ایک بھگامہ کھڑا ہو گیا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ایمانویل میکل میں اکتوبر یونیورسٹی پر مکملی پیاوی ہے۔ نیو کے آئین کے آرٹیکل ۵ کے تحت کسی بھی رکن ملک پر جملہ تمام ارکان پر حملہ قصور کیا جائے گا۔ فرانسیسی صدر اس آرٹیکل کے خلاف بول گئے ہیں۔ یورپ کی پیش قومیں اس حوالے سے پریشان ہیں۔ اب تک تو محاذ یہ تھا کہ دفاع کی ذمہ داری نیو کو سونپ کر سکون کے ساتھ لیے جاتے رہے ہیں۔ پیشتر یورپی ممالک میں آج گھی یہ ایڈی پائی جاتی ہے کہ نومبر ۲۰۱۶ء میں امریکی صدارتی انتخاب میں ڈولٹنڈرمپ دوبارہ منتخب نہ ہوئے تو سب کچھ پلٹ جائے گا امریکا دوبارہ نیو کی طرف پلٹ آئے کا اور نیو کے ارکان کی سلامتی یقین بنا نے کے حوالے سے اپنے وصے ضرور پورے کرے گا۔ فرانسیسی صدر کے پریشان کن اور نیو کے دوبارہ طاقتور ہونے سے متعلق پیشتر یورپی

دی اسکول آف امریکا

دیتے ہیں اور انہیں اس نظام کے لیے نظرہ تھجھتے ہیں، جو آمریوں اور ان کے حامیوں کو اقتدار کے ایوانوں میں رکھتا ہے۔ دی اسکول آف امریکا سے فارغ التحصیل ہونے والے لاطین امریکا میں بذریع آفریت ہوئے ہیں اور انہوں نے تعدد اور ایسا انسانی کے بھیاں کے تین طریقے اختیار کیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی حقوق کا بذریع بیکارڈ رکھنے والی ریاستیں اپنے افسروں اور سپاہیوں کو بڑھتے کے لیے دی اسکول آف امریکا زیستی ہیں۔ لاطین اور جنوبی امریکا کی تمام ریاستوں میں دی اسکول آف امریکا سے فارغ التحصیل ہونے والے خواتین اور پچھوں سمیت لا تعداد محترفین کے قتل عام، خالقین پر بذریع تشدد اور لوگوں کو لاتا کرنے کے واقعات میں ملوث ہوئے ہیں۔

امریکا سے تربیت پانے والے ان آمریوں کو اپنے اپنے ملک میں منتخت اور قانونی طور پر جائز ہمتوں کے تختے اللئے کی وہ مددواری سوتی جاتی رہتی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہیں خذل بھی ملتے ہیں اور اسلحہ بھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے خالص غیر قانونی اور غیر انسانی اقدامات کی امریکی قیادت بھر پور رحمائیت کرتی ہے۔ ان سب کو تربیت میں دی گئی تھی کہ اپنے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ کھلیں، دہشت زدہ رکھیں اور امریکی ملی بیشنٹر کو زیادہ سے زیادہ لوٹ کھوٹ کی جائزت دیں۔ کیا وہا کو یادیں کہ ارجمندان میں امریکا کے تربیت یافتہ ”آزادی پسند و جمہوری رہنماؤں“ نے جاری رائفل و اکٹیلیا کی آمریت ۱۹۸۱ء کے خلاف آواز اٹھانے والے ہزاروں افراد کو قید و بند کی صورتوں سے دوچار کیا۔ بہت سوں کوٹیاروں میں بھاگر تین ہزار فٹ کی بلندی سے سمندر میں پھیک دیا گیا۔

کیلوں سوڑے نے نیو یارک نائٹر کی ۱۳ مارچ ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں لکھا ”یہ تمام آمریکی حقوق کے بذریع وہیں رہتے ہیں۔ ان میں سے بہت سوں نے اس آئی اے کی سر پرستی میں بدنام زمادہ تھے اسکو اڑا کیم کیے۔ ان اسکو اڑا نے لاکھوں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اب بہت سے معاملات سے پرداختر بنا ہے تو جان کر ہم یہ کہہتا ہے کہ سن آئی اے نے وہ تاریکی بھگ کے زمانے ہی سے دنیا بھر میں خرابیاں پیدا کرنے کے لیے کوئیں، افیون اور ہمہ وہن کی اسکنگ کو فروع دیا اور ان منشیات کی بڑی کھسپیں امریکا میں بھی آئے دی گئیں جوڑگ مافیا کی پیچیں۔“

||||||| باتی صفحہ نمبر ۸ |||||

۱۹۹۰ء کے عشرے میں دی اسکول آف امریکا کے

طریق کار سے متعلق مزید تفصیلات سامنے آئیں اور لاطین امریکا کے معدود سفاک آمریوں سے اس کار بطب ثابت ہوا۔ یہ تعلیمی ادارہ بند کرنے کی بہت کوشش کی گئی مگر افسروں کے ہر کوشش ناکام ثابت ہوئی۔

اس اسکول میں تربیت پانے کے لیے ہر سال لاطین امریکا کی اونچ سے ہزار افسروں اور سپاہیوں کو بھرتی کیا جاتا ہے۔ اب تک ۲۰ ہزار سے زائد افسروں اور سپاہیوں کے انتظامی تربیت پانچے ہیں۔ اسکول کے نصاب میں جنگ کے انسانی حرہ،

شورش کلکے طریقے، بلند کی تقیش کے طریقے، شہریوں کا احتیان کلکے کے اطوار اور سیاسی قتل شامل ہیں۔ امریکی فوج کے بھریں تربیت کشہگان کی جانب سے چدید ترین طریقے متعارف کرائے جانے کی صورت میں یہ نصاب تیسری دنیا کے فوجی افسروں اور سپاہیوں کو خاموش کرنا، نہیں فیادت کو خود رہنماؤں اور صحافیوں کو خاموش کرنا، نہیں فیادت کو خوفزدہ کرنا اور اپنے ہی لوگوں کے خلاف جنگ چھینجنے کا۔

اسکول آف امریکا میں پڑھنے والوں کو اپنے اپنے ملک میں غربیوں، بھلوں اور زندگی کی تمام نیا وی سہموں سے تکمیر محروم افراد کو زیادہ سے زیادہ محروم رکھنا اور اسکیں برداشت خوفزدہ رکھنا سکھانا جاتا ہے۔ یہ نصاب لاطین امریکا کے فوجی افسروں اور سپاہیوں کو یہ بھی سکھاتا ہے کہ بھرطہ زخم رانی سے متعلق اپنے ہی لوگوں کی ایمیڈوں کو کس طریقہ کیا جائے۔

دی اسکول آف امریکا سے فارغ التحصیل ہونے والے اپنے ملک کی آزادی کے لیے ذہر قائل شامل ہیں۔ اب تک اسکو اپنے ملک کے زمانے میں واٹکن پوسٹ نے ایک روپورٹ میں بتایا کہ دی اسکول آف امریکا میں پڑھنے والے انسانوں سے زیادہ دیا ہے۔ اس تعلیمی ادارے میں لاطین امریکا کی ریاستوں کو غیر مشکل کرنے کے لیے دہشت گردی، اذیت رسانی، سیاسی انتشار اور معاشری باتیں کی جامع تربیت دی جاتی ہے۔ اور یہ کہ عام شہریوں کو تباہی بنانے اور

وضع کر رکھا ہے، اس کا ایک اہم جو امریکی ریاست جاگہ جا میں فورٹ بینگ کے مقام پر واقع امریکی فوج کا ”دی اسکول آف امریکا“ بھی ہے، مگر اس کے بارے میں لوگ کہہتے جانتے ہیں۔ اس اسکول میں لاطین امریکا کے فوجی افسران اور سپاہیوں کو اپنی اس حکومتوں کا تختہ اللئے اور اپنے حق لوگوں کی امیدوں کا خون کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

اس نامہ باہمی نیویورکی نے ”دی اسکول آف اسٹریڈ بھی کہا جاتا ہے، دہشت، اذیت، قتل، عالم اور فوج کے مذہب اسکوڑا سے متعلق رکھنے والے ہزاروں ناقابل اعتمام گر بخوبیت جاگر کیے ہیں۔“ امریکا نے اسکول ابتدائی پاناما میں قائم کیا تھا تاہم ۱۹۸۲ء میں یہ فورٹ بینگ، جاگہ جا تھیں کر دیا گیا۔ امریکی کا گنگریں کا عومنی بے کہ انسانی حقوق سے متعلق تربیت بھی اسکول آف امریکا کے نصاب کا حصہ ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تعلیمی ادارہ لاطین امریکا میں عدم استکامہ بیداری والی مشیری کا سب سے بڑا بھیز ہے۔

۱۹۹۲ء میں امریکی محکمہ دفاع کو غیر معمولی عواید دباؤ پر دی اسکول آف امریکا کے تعلیمی نصاب کی تفصیلات بتانا پڑتے۔ عب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس تعلیمی ادارے میں لاطین امریکا کی ریاستوں کو غیر مشکل کرنے کے لیے دہشت گردی، اذیت رسانی، سیاسی انتشار اور معاشری باتیں کی جامع تربیت دی جاتی ہے۔ اور یہ کہ عام شہریوں کو تباہی بنانے اور اسکیں زیادہ سے زیادہ دیا ہے۔ ملک کی رکھنا سمجھی اس نصاب میں شامل ہے۔ اسی زمانے میں واٹکن پوسٹ نے ایک روپورٹ میں بتایا کہ دی اسکول آف امریکا میں پڑھنے والے انسانوں کے تحت امریکی مقاوم کا حفظیتی بھی جانے والے نصاب کے تحت امریکی مقاوم کا حفظیتی بھی جانے والے نصاب کے لیے بھرتی کیے جانے والے تبروں اور کاکڑا میں بھی اسکنگ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنے ”مشن“ کی بھیکیں کے متعلقیں کو خوفزدہ کریں، رشوٹ دیں، کسی کو مارنے کے بعد رقم ادا کریں، مار پیٹ کریں، غیر قانونی طور پر مقید رکھیں، بات شمارنے والوں کو موت کے گھاٹ اتاریں اور بھی سمجھ کر دیں۔

کارکنوں، صحافیوں اور انشوروں کو سماج و مدنی و شرپسند قرار

نشانے پر صرف اسلام پسند کیوں؟

Rita Katz

طرح رابطہ بھی کر سکتے ہیں اور جمیون کے شیڈول بھی ترتیب دے سکتے ہیں۔ میڈیا شیئر گر، دون ٹوون چیٹ اور دیگر بہت سے طریقے اختیار کر کے انتہائی دلکشیاں بازو کے گروہ ایک سفید طبقہ درج سے جڑے ہوئے ہیں اور ان کے فلسفے کی درستی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ٹیلی گرام پر انتہائی دلکشیاں بازو کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ مسلم انتہائی گروہوں کے گروہ مکمل آزادی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ مسلم انتہائی پسند گروہوں کو اپنے کارکنوں اور ہمدردوں سے رابطہ بحال کرنے کے لیے کہنا پڑتا ہے۔ داعش اور دیگر اسلامی گروہوں کے خلاف ٹیلی گرام کی انتظامیہ نے جو کچھ کیا اُس پر شدید روشنی اور دعویٰ کیا ہے۔ ان گروہوں کی مطبوعات اور باخوص جوانوں میں عجین تباہی کی دھمکی دی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جہاد ہر حال میں جاری رکھنے کا عزم بھی ظاہر کیا گیا ہے۔

دنیا کو یہ تانے کی ضرورت نہیں کہ انتہائی دلکشیاں بازو کے گروہ بہت تجزی سے فروخت پر ہے ہیں۔ ان کی سرگرمیاں آسانی سے دیکھی جا سکتی ہیں۔ ٹیلی گرام جیسے آن لائن پلیٹ فارمنے ان گروہوں کی حوصلہ انفرائی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب تک یہ واضح نہیں کہ ٹیلی گرام نے جس طور مسلم انتہائی پسند گروہوں کے خلاف کارروائی کی ہے اسی طور انتہائی دلکشیاں بازو کے اور بالخصوص یونیورسی گروہوں کے خلاف بھی قیصلہ کتن انداز کی کارروائی کی جائے گی۔

Rita Katz منسوس و ذمانت سائنس انتیلی جنس گروہ کی ایک ریکارڈ ڈاؤنریکٹر اور دبخت گردی سے متعلق امور کی تجزیہ کیا ہے۔ (ترجمہ: محمد امین خان)
"Telegram has finally cracked down on Islamist terrorism. Will it do the same for the far-right?" ("Washington Post", December 5, 2019)

باقیہ: /کیا امریکا سعودی خصوصی تعلقات ختم ہو جائیں گے؟/
اب جبلہ امریکا میں صدارتی انتخاب کی دوسری مرتبہ ہونے والی ہے، ڈیموکریٹک پارٹی کی دو اہم شخصیات کی طرف سے سعودی عرب کے خلاف آراء کا اطمینان نظر اندازیں کیا جائیں۔ وگریڈ ہو کر بیکث خصیات کی سعودی عرب سے تعلقات پر نظر ثانی کا مطالیہ کر رہی ہیں۔ اہلان عمر نے سعودی عرب سے تعلقات کو غیر اخلاقی اور یکسرے بے ہودہ قرار دیا ہے۔ الرازیۃ وارن اور برلنی سینڈر زنے بھی سعودی عرب کو اسلحہ کی فروخت روکنے کا مطالیہ کیا ہے۔ (ترجمہ: محمد امین خان)

"Would a Democratic president mean the end of the US special relationship with Saudi Arabia?" ("brookings.edu", November 25, 2019)

ٹیلی گرام کے اقدامات سے دبخت گردیت ورک شدید

انتشار کا شکار ہوئے۔ پیشتر کے پاس یہ اپنے نہیں تھا، اس

لیے ہمروں رابطہ ختم ہو گئے۔ داعش اور دیگر انتہائی پسند

گروہوں کو اپنے کارکنوں اور ہمدردوں سے رابطہ بحال

کرنے کے لیے کہنا پڑتا ہے۔ داعش اور دیگر اسلامی گروہوں کے

خلاف ٹیلی گرام کی انتظامیہ نے جو کچھ کیا اُس پر شدید روشنی

وکھنی دیا ہے۔ ان گروہوں کی مطبوعات اور باخوص جوانوں

میں عجین تباہی کی دھمکی دی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جہاد ہر

حال میں جاری رکھنے کا عزم بھی ظاہر کیا گیا ہے۔

مسلم انتہائی پسند گروہوں کو فی الحال نے پلیٹ فارمنی

خالش ہے۔ وہ Chat Tam Tam، Rocket Riot،

Conversations اور Threema اور سائنس سے

حاجنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ رابطہ بحال رہیں۔ انتہا

پسند گروہوں کے لیے انتہائی لائف لائن کی طرح ہے۔

جب انتہائی کمزور پڑتا ہے یا اس پر ان کے لیے گنجائش تم رہ جاتی ہے تو ان کی نیٹ ڈوبتے لگتی ہے۔ اس حقیقت سے

انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ٹیلی گرام نے جو اقدامات ہیں ان

سے مسلم انتہائی پسند گروہوں کو شدید چکا گا ہے۔

اب دو سال بہت اہم ہیں۔ پہلا تو یہ کہ ٹیلی گرام نے

مسلم انتہائی پسند گروہوں کے خلاف کارروائی میں اس قدر تاخیر

سے کام کیوں لیا۔ اور دوسرے یہ کہ کیا کیون کارروائی یونیورسٹی

گرام نے اپنی خدمات سے مستفید ہوئے والے انتہائی

گروہ کے ساتھ سے متعامل ہوئے۔

کرنے والے لاکھوں لوگ ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ نہ مومن عزم

رکھنے والوں نے اس پلیٹ فارمنی کے مقاصد کے لیے استعمال

کرنا بھی جاری رکھا ہے۔ فیکس بک اور لوٹریز کے برنس ٹیلی

گرام نے اپنی خدمات سے مستفید ہوئے والے انتہائی

گروہ کے ساتھ سے متعامل ہوئے۔

نومبر کے وسط میں بہت سچہ تبدیل ہو گیا۔ یورپ میں

لانڈر سیٹ ایجنسی کے تعاون سے ٹیلی گرام نے انزواہی

استعمال کرنے والوں اور ایڈیٹریٹریٹر ویڈیو بنا تردد کیا۔

داعش کے بینل میڈیا اور کرز سے اس کے ہمدردوں تک بھی

کو شکنے پر لایا گیا۔ ایسا لگتا ہے کہ ٹیلی گرام نے خصوصی توجہ

کے ساتھ یہ کام کیا ہے کیونکہ صرف داعش کے کارکنوں اور

ہمدردوں سے کوشاں نہیں بنایا گیا بلکہ اس کیوں نہیں سے دایستہ یا

اس میں چھپے ہوئے صحافیوں اور دیگر افراد کے خلاف بھی

کارروائی کی گئی ہے۔ یہ اپنے اکاؤنٹس میں ہذف کر دیے

اب ٹیلی گرام کی تکلیف میں انتہائی مضمون اور حکومتی پلیٹ فارمنل

گیا ہے۔ اس پلیٹ فارمنل پر وہ مسلم انتہائی پسند گروہوں کی

القاعدہ اور داعش سے تعلق رکھنے والے اکاؤنٹس کا

گزشتہ ماہ اچاٹک telegram.com کی مسیحی ایپ سے غائب

ہو جانا بڑی بات تھی۔ سوچل میڈیا کا یہ پلیٹ فارمن ایک طویل

مدس سے انتہائی پسند گروہوں کی سرگرمیوں کو فروغ دینے اور

ان کے لیے رکھنے کی بھرتی کا ذریعہ ہے۔ ٹیلی گرام پر

اس ہوالے سے غیر معمولی وباہ تھا۔ ادارے نے ایک بڑا

قدام انجام اور انتہائی پسندی کو فروغ دینے والے گروہوں کو غیر

موثر کرنے کی سمت پیش رفت کی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے

کہ ٹیلی گرام کی انتظامیہ انتہائی دلکشیاں بازو کے عناصر کی وجہ

سائنس کو بھی اپنے مرکزی پورنل سے بنائے گی یا نہیں۔

ٹیلی گرام ۲۰۱۳ء میں پاؤل ڈروو (Pavel Durov) نے

لائچ کی تھی۔ اس ویب سائٹ کو لائچ کرنے کا نیا دی مقصد

پر ایکوئی کا تحفظی قیمتی بناتے ہوئے پیئر شپ سے دورہ کر

خیالات کا بھر پور انداز سے اٹھا رکھنی بنا تھا۔ اس پلیٹ فارمن

نے روس چھتے ہخت سیئر نظام والے ممالک میں غیر معمولی

مقبولیت سے حاصل کی۔ ان ممالک میں ٹیلی گرام استعمال

کرنے والے لاکھوں لوگ ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ نہ مومن عزم

رکھنے والوں نے اس پلیٹ فارمنی کے مقاصد کے لیے استعمال

کرنا بھی جاری رکھا ہے۔ فیکس بک اور لوٹریز کے برنس ٹیلی

گرام نے اپنی خدمات سے مستفید ہوئے والے انتہائی

گروہ کے ساتھ سے متعامل ہوئے۔

نومبر کے وسط میں بہت سچہ تبدیل ہو گیا۔ یورپ میں

لانڈر سیٹ ایجنسی کے تعاون سے ٹیلی گرام نے انزواہی

استعمال کرنے والوں اور ایڈیٹریٹریٹر ویڈیو بنا تردد کیا۔

داعش کے بینل میڈیا اور کرز سے اس کے ہمدردوں تک بھی

کو شکنے پر لایا گیا۔ ایسا لگتا ہے کہ ٹیلی گرام نے خصوصی توجہ

کے ساتھ یہ کام کیا ہے کیونکہ صرف داعش کے کارکنوں اور

ہمدردوں سے کوشاں نہیں بنایا گیا بلکہ اس کیوں نہیں سے دایستہ یا

اس میں چھپے ہوئے صحافیوں اور دیگر افراد کے خلاف بھی

کارروائی کی گئی ہے۔ یہ اپنے اکاؤنٹس میں ہذف کر دیے

اب ٹیلی گرام کی تکلیف میں انتہائی مضمون اور حکومتی پلیٹ فارمنل

گیا ہے۔ اس پلیٹ فارمنل پر وہ مسلم انتہائی پسند گروہوں کی

تو وہ بھی عذف کیے جانے سے محروم رہے سکتے۔

کیا امریکا سعودی خصوصی تعلقات ختم ہو جائیں گے؟

Bruce Riedel

حدائق ڈیموکریٹ پارٹی کی انتخابی سوچ ہے۔ جو بایدن کے خیالات اس انتخاب میں انتخاب اذیتیں کے جائیں کہ سعودی عرب اور امریکا کے خصوصی تعلقات آئندہ بیش سات عشروں پر مشتمل ہیں۔ ان تعلقات کا آغاز ۱۹۷۳ء میں اس وقت ہوا تھا، جب اس وقت کے امریکی صدر فرمائکن روز دیلیت نے مخفقی کے وہ سعودی بادشاہوں فیصل بن عبدالعزیز اور خالد بن عبدالعزیز کو باختباں کی مدد کی تھا۔ یہاں سے شرقی وسطیٰ کی اہم ترین ریاست سے امریکا کے خصوصی تعلقات وہ دور شروع ہوئے، جو کسی دس کی تیزی میں اب تک جاری ہے۔ جب سے اب تک ہر امریکی صدر نے سعودی عرب سے تعلقات بہتر رکھنے کی خصوصی روشن کی ہے۔ جب انتظامیت کچھ بہرہ ہوتے چڑائیک معاملات کا مظہر کروخت کرنے سے انکار کر دیا جب بھی اس وقت کے امریکی فرودگاہی پر پانچ دن کو نظر انداز کرتے ہوئے سعودی عرب سے تعلقات کو مٹا لی قرار دیا۔

۲۰۰۱ء میں عرب دنیا میں بیداری کی ابردوزتی کے بعد

تعلقات میں در آئے والی تھوڑی سی کشیدگی یا رسمیت کے باوجود امریکی صدر بر اک اوبامانے چار بار سعودی عرب کا درہ کیا۔ اوباما ناظمیہ نے کسی بھی بیانیں رکھ کے مقابلے میں سعودی عرب کو زیادہ (۱۰۰ ارب ڈالر) کا اسلحہ بیجا۔ اوباما بایدن انتظامیہ نے بھی میں سعودی عرب کی جنگ کی سفارتی اور عسکری دونوں طحون پر حمایت کی۔ یہ حمایت اور مدد اس حقیقت کے باوجود تھیں کہ سعودی عرب نے بھی میں حقیقت کیا جا رہا ہے۔ جو بایدن کا یہی کہنا تھا کہ امریکی قیادت سعودی عرب کو اسلحہ کی فروخت روکے کیونکہ یا لیکن کے خلاف استعمال مظاہر نہیں کیا اور کوئی بھی حقیقتی تحریک مغلی یا اپنی کی۔

سعودی عرب سے متعلق جو بایدن کے تصریح کسی تحریر میں سعودی عرب کے علاقے ابھی میں تھیں پر تھیں پر مدد ایرانی طے کے بعد امریکی ایوان شاندین کی اپنیکری نہیں بیانی کے دورہ اردن کے ناظر میں دیکھے جانے چاہتے۔ اردن میں بھی بیانی کے تھے کہ امریکا پر سعودی عرب کا ہر حال میں دفاع کرنے کی قدرداری عائد نہیں ہوتی۔ ساتھی انہوں نے یہ بھی کہا کہ امریکا اب سعودی عرب کا اسلحہ کی فروخت روکے۔ انہوں نے جمال خاشقی کے بھیان قتل کی بھی شدید الفاظ میں مدد کی۔

////// باقی صفحہ ۲ //////////////////////////////////////////////////////////////////

امیدوار کا یاضا بطل اعلان نہیں کیا ہے۔ امریکی صدر ذہن میں

زرمپ کے مواخذے کا معاملہ بھی زور پکڑ رہا ہے۔ زرمپ کے

مواخذے کے لیے تحریک زور پکڑتی جا رہی ہے۔ ملک بھر میں

آن کے خلاف فتنہ تیار ہو رہی ہے۔ درستی طرف امریکا کے

سب سے بڑے طیف اسرائیل کے وزیر اعظم بنیامین نتان

یا ہو مختلف اسلامات عائد کیے جانے سے صورت حال عجیب تر

ہو گی ہے۔ اسرائیل میں سیاسی طبقہ پر خاص انتشار پایا جاتا

ہے۔ جب انتظامیت کچھ بہرہ ہوتے چڑائیک معاملات کا مظہر

کے علاقائی اور عالمی بخواہوں کو یہ بیان جانا چاہیے کہ ذرا

سوچ کچھ بہرہ ہوتا ہے، ملک بھر کا بااثر ہے!

امریکا میں ری پبلکنر کی حکومت ہے۔ ری پبلکنر نے

ڈھائی تین عشروں کے دوران سعودی عرب سے تعلقات بہتر

ہوئے پر خاص توجہ دی ہے۔ انتہائی داکیں بازوں کی جماعت

ہونے کے ناطے ری پبلکنر پارٹی نے سعودی عرب کے ساتھ

مل کر اپنے ایجادے کی محیل کی طرف قدم بڑھایا ہے۔

سعودی عرب کو ہزارے پہلے پر اسلحہ کی ضرورت ہے کیونکہ

اے ایران اور بھنگ کے علاوہ بھی کئی ممالک سے نظرات

لاحق ہیں۔ متحده عرب امارت اور سعودی عرب نے اپنے

جو بایدن کی نظر میں سعودی حکمران جمال خاشقی کے قتل

کی قیمت ادا کرنے پر مجبور کرے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ

جو بایدن کی نظر میں سعودی حکمران جمال خاشقی کے قتل

کا ذمہ دار ہے اور اگر جو بایدن صدر ہے تو سعودی عرب کو

اُنچے پیار سے نہیں نہیں بیان جائے گا، جتنے پیار سے اس وقت

کیا جا رہا ہے۔ جو بایدن کا یہی کہنا تھا کہ امریکی قیادت سعودی

عرب کو اسلحہ کی فروخت روکے کیونکہ یا لیکن کے خلاف استعمال

کیا جا رہا ہے اور نہیں میں بچوں کو لفڑی کیا جا رہا ہے۔ جو بایدن

کا یہی کہنا تھا کہ سعودی قیادت نے جو کچھ کیا ہے، اس کے

نتیجے میں اس کی معاشرتی قدر قدر گھٹ کر دی گئی ہے۔

متوuch ڈیوریک صدارتی امیدواروں کے درمیان

مبانی میں جو کچھ جو بایدن نے کیا، وہ ہر انتخاب سے سعودی

ولی عہد محمد بن سلمان پر شدید توغیت کے عزم اتنا کو ظاہر کرنے

کے سوچ نہیں۔ ویگر امیدواروں میں سے کسی نے بھی سعودی

عرب سے متعلق جو بایدن کے خیالات سے اختلاف ظاہر

کرنے میں دچکی نہیں کی۔ اس سے یا اندازہ ہوتا ہے کہ

جو کچھ سعودی عرب کے بارے میں جو بایدن نے کہا وہ بہت

امریکا اور سعودی عرب کے تعلقات خصوصی توغیت کے

بین۔ امریکا کو مشرق وسطیٰ میں ایک بڑا حلیف درکار ہے۔

سعودی عرب کی ملک میں اس کی مرا پوری ہوئی ہے۔ سعودی

عرب نے پیشراہم عالمی امور میں امریکا کی ہم نوائی سے بھی

گزیر نہیں کیا۔ ایسا اس لیے ہے کہ سعودی حکمران جمال خاشقان کو

اپنی بنا کے لیے واحد سپر پادری ضرورت ہے۔ شاید جمال خاشقان

کے علاقائی اور عالمی بخواہوں کو یہ بیان جانا چاہیے کہ ذرا

سوچ کچھ بہرہ ہوتا ہے، ملک بھر کا بااثر ہے!

امریکا میں ری پبلکنر کی حکومت ہے۔ ری پبلکنر نے

ڈھائی تین عشروں کے دوران سعودی عرب سے تعلقات بہتر

ہوئے پر خاص توجہ دی ہے۔ انتہائی داکیں بازوں کی جماعت

ہونے کے ناطے ری پبلکنر پارٹی نے سعودی عرب کے ساتھ

مل کر اپنے ایجادے کی محیل کی طرف قدم بڑھایا ہے۔

سعودی عرب کو ہزارے پہلے پر اسلحہ کی ضرورت ہے کیونکہ

اے ایران اور بھنگ کے علاوہ بھی کئی ممالک سے نظرات

لاحق ہیں۔ متحده عرب امارت اور سعودی عرب نے اپنے

وقایع کی ذمہ داری ظاہر امریکا کو منصب رکھی ہے۔ ایسے میں

ری پبلکنر کا سعودی عرب اور متحده عرب امارت کی طرف

مزید جھکنا جوہت اُنگیز نہیں۔ ولی عہد محمد بن سلمان کی

"انقلابی" پالیسیوں نے رہی ہی کس پوری کردی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر آئندہ برس امریکا کے صدارتی

انتخاب میں ڈیوریک امیدوار کامیاب ہو گیا تو؟ کیا

ڈیوریک صدر کے آنے سے امریکا اور سعودی عرب کے

تعلقات کی توغیت تبدیل ہو جائے گی؟ کیا خصوصی توغیت کے

تعلقات واپس گل جائیں گے؟

>>>>

امریکا میں ڈیوریک امیدوار کامیاب ہو گیا تو؟ کیا

معاملات کا غیر معمولی چرچا رہا ہے۔ صدارتی انتخاب کی

تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ امریکی صدر کے منصب کے لیے

انتخاب لڑنے کے لیے ڈیوریک امیدواروں کے درمیان

بھی میانسے جاری ہیں۔ ڈیوریک امیدواروں کے درمیان

مداد فیض

آنگ سانگ سوچی، یہ تو بہت شرم کی بات ہے!

Dr. Binoy Kampmark

انسانی حقوق نے امن پرستی اور بینوں میں فاصلہ نہیں تکمیل دیا، جس نے تحقیقات کے بعد بتایا کہ روہنگیائی مسلمانوں پر حادثے جانے والے مظالم میں سرکاری مشیری کا ہاتھ ہونے کا کوئی نہیں ثبوت نہیں ملا۔ اگست ۲۰۱۸ء میں جاری کی جانے والی روپورٹ میں بتایا گیا کہ میانمار کے صوبوں Kakhin اور Shan میں روہنگیائی مسلمانوں پر ظالم ڈھالنے میں انہیاں پسند گروہوں کا کلیدی کردار تھا۔ میں نے اپنی روپورٹ میں اس بات کا اصراف ضرور کیا کہ روہنگیائی نسل کے مسلمانوں کا بڑے پیمانے پر قتل عام کیا گیا، ایسے حالات پیدا کیے گئے کہ ان پر شدید جسمانی اور ذہنی اثرات مرتب ہوں، انہیں طبع یا جسمانی طور پر ختم کرنے کی کوششوں کے ساتھ اس بات کی بھی کوشش کی گئی کہ ان میں پیدا کش کی شرح لگتے جائے۔

یقیناً باقی اس امر کی غماز ہیں کہ روہنگیائی مسلمانوں کا کمک اختری بھی کوٹ آف جنس لے جانے والے قاتل ہے۔ کسی بھی معاطلے کو اختری بھی کوٹ آف جنس میں لے جانے کے لیے متعلقہ فریب ٹول اور دیگر اداروں کی طرف سے تحقیقات بھی لاوزم میں شامل ہیں۔

آنگ سانگ سوچی نے روہنگیائی مسلمانوں پر حادثے جانے والے مظالم کے حوالے سے اپنے ملک کے دفاع کرنے کا فعلہ دھیشتوں میں کیا ہے۔ وہ ملک بھی ہیں اور وہ ریخارجہ بھی۔ ان کے لیے فضا ہمار کرنے میں ملک کی میڈیا مشیری نے بھرپور کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ میانمار کی حکومت اچھی طرح جانتی تھی کہ اس کیس میں آنگ سانگ سوچی کے پیش ہونے سے بہت سے مسوالت انکھکڑے ہوں گے۔ میں اس لیمیڈیا اور سوش میڈیا کے ذریعے آنگ سانگ سوچی کے فیصلے کو درست قرار دینے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ میانمار کے انجامات کے خواہیں کیے جانے والے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا، خواتین کی بھی آنگ سانگ سوچی کے فیصلے کو سراہا ہے۔ یونائیٹڈ اسٹیٹ آری کے ہر دو فی سوچی کے درجنے سے بہت سے مسوالت انکھکڑے ہوں گے۔ اس بات پر خفر ہے کہ آنگ سانگ سوچی نے ملک کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔ باختشتمل بریشن اگر انہیں بیش (پی ایں ایل او) کے چیزیں کرنے کیلئے اور کرنے کی بھی فیصلوں کو سراہت ہوئے کہا ہے کہ یہیں حکومت کے ساتھ ہونا چاہیے، جو یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ جو کچھ روہنگیائی مسلمانوں کے ساتھ ہوا ہے اسے قتل عام یا اسلی طبیب قرار دیا جاسکتا۔

یہ موقف میانمار کی حدود میں کام کرنے والے تمام سخت گروہوں کے لیے قابل قبول نہیں۔ دی میانمار بیش

الہامات کے تحت قانونی کارروائی خطرات سے عاری نہیں ہوتی۔ ہر ملک اپنے معاملی اور سفارتی معاولات کا تکمیل تخطی چاہتا ہے۔ سابق امریکی وزیر خارجہ ہنری کسخیر کہتے ہیں کہ میں الاقوامی تعلقات کو قانونی کارروائی کی سان پر چڑھانا کسی بھی طور خطرات سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ کوئی بھی ریاست یہ پسند نہیں کرتی کہ اس کی حدود میں رونما ہونے والے واقعات کو کسی عالمی عدالت میں اچھا لاؤ گھٹھا جائے۔ روہنگیائی مسلمانوں کا معاملہ بھی یکھو ایسا ہی ہے۔ ہنری کسخیر کے الفاظ میں کہیے تو وکی بھی حکومت سے اس کے اقدامات کے بارے میں زیادہ مسوالت کیجیے تو معاملات بگڑ جاتے ہیں۔ اچھی امریت بھی رفتہ رفتہ غیر معمولی مظاہم کی طرف جل دیتی ہے۔

ہنری کسخیر ایک اہم کنکفر ایڈیشن کی انتہائی توانا علامت کی بھی اس بات کی صراحت کی گئی تھی کہ چنانکہ جرام ایسے ہیں جن کا تعلق انسانی صیریت ہے، اس لیے انہیں کسی بھی حال میں برداشت نہیں کیا جاسکتا یعنی کارروائی لازم ہے۔ اب ان اعمامات اور اعزازات پر سوال اٹھایا جا رہا ہے۔ آنگ سانگ سوچی نے برما کے روہنگیائی نسل کے مسلمانوں پر حکومت کے انتہائی جارحانہ مظالم کے خلاف خاموش اقتدار کر کے اپنی ساکھی داک پر لگادی۔ میانمار کی حکومت نے روہنگیائی مسلمانوں کو اسی قدر پر بیشان کیا کہ وہ بہت بڑی تعداد میں بجلادیل اور دیگر ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ جب ان کے مظالم دیکھ کر بھی آنگ سانگ سوچی کی زبان سے کچھ انہیں دیکھا تو دینا بھر میں یہ آواز بلند ہونے لگی کہ انہیں دیے جانے والے اعزازات اور اعمامات والیں لیے جائیں۔

اب آنگ سانگ سوچی نے رہی کسی بھی پوری کردی ہے۔ انہوں نے اپنے ملک کی سرکاری مشیری کی جانب سے مسلمانوں پر حادثے جانے والے مظالم کے حوالے سے کیس میں پیش ہو کر دینا بھر کے اس پسندوں کو اپنے پارے میں رائے تکمیر جدیل کر لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ آنگ لٹانے کے واقعات کے بھی شواہد میں ہیں۔

روہنگیا بحران: اقوام متحدة کو حل کرنا ہے!
میانمار میں ریاستی مشیری کے تحت ڈھانے والے مظالم سے تخلیٰ کر کے لامہ ۳۷ اکتوبر سے زائد روہنگیائی نسل کے مسلمانوں نے بجلادیل میں پناہیں اتوام تحدہ کے کیشن برائے

جو قائدین اس وقت سربراہ مملکت یا سربراہ حکومت ہیں وہ انٹرنیشنل کورٹ میں شاذ سی نہدار ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون اس اصول کی بسیار پر کام کرتا ہے کہ کوئی بھی شخصیت جب تک مملکت یا حکومت کی سربراہ ہو تب تک اسے قانون کے دائرے میں نہیں لایا جاسکتا۔ ہاں، جب متصصب کی مدت ختم ہوتی ہے تب معاملات تبدیل ہو جاتے ہیں۔

ایک زمانے تک پوری دنیا میں خست گیر اور جارحانہ انداز کی فوجی حکومت کے سامنے اپوزیشن کی انتہائی توانا علامت کی حیثیت رکھنے والی میانمار (برما) کی برہمن آنگ سامان سوچی کو امن کے لیے کوششیں کرنے پر دنیا بھر سے اعتماد ملے تیں۔ ان میں اسکا کوئی نہیں کیا جاسکتا یعنی کارروائی لازم ہے۔ اب ان اعمامات اور اعزازات پر سوال اٹھایا جا رہا ہے۔ آنگ سانگ سوچی نے برما کے روہنگیائی نسل کے مسلمانوں پر حکومت کے انتہائی جارحانہ مظالم کے خلاف خاموش اقتدار کر کے اپنی ساکھی داک پر لگادی۔ میانمار کی حکومت نے روہنگیائی مسلمانوں کو اسی قدر پر بیشان کیا کہ وہ بہت بڑی تعداد میں بجلادیل اور دیگر ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ جب ان کے مظالم دیکھ کر بھی آنگ سانگ سوچی کی زبان سے کچھ انہیں دیکھا تو دینا بھر میں یہ آواز بلند ہونے لگی کہ انہیں دیے جانے والے اعزازات اور اعمامات والیں لیے جائیں۔

اب آنگ سانگ سوچی نے رہی کسی بھی پوری کردی ہے۔ انہوں نے اپنے ملک کی سرکاری مشیری کی جانب سے مسلمانوں پر حادثے جانے والے مظالم کے حوالے سے کیس میں پیش ہو کر دینا بھر کے اس پسندوں کو اپنے پارے میں رائے تکمیر جدیل کر لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ میانمار کی وزارت داخلہ کا دعویٰ ہے کہ روہنگیائی مسلمانوں کے حوالے سے جو کچھ بھی دینا کے سامنے آیا ہے اس کا دلہسیب یہ ہے کہ یہ معاملہ بہت پیچھے ہے اور وہ سری طرف میانمار کی اکثریت کے بیانے کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کسی بھی ریاست کے خلاف انسانیت سوز مظالم کے

مدت سے اقلیتوں اور بالخصوص مسلمانوں پر ہدایت جانے والے مظالم کو درست قرار دینے اور جابر اس نظام کو درست نہیں رکھنے میں کلیدی کرواردا کرنے کی خواہی ہے۔

ڈاکٹر پونٹی کی بارے کیمپین جمع کرے Selwyn College میں کاسن ویلٹھ اسکالر تھی۔ وہ اپنی ایسی میں بیویورسٹی، میلن میں لیکچر دیتی ہیں۔ وہ کلوب دیسچ اور ایشیا یسٹ فک دیسچ کے ایسے باخندگی سے مختص میں لکھتی دھرتی ہیں۔ (زندگانی ایکھانان) "Going to the ICI: Myanmar, Genocide and Aung San Suu Kyi's Gamble". ("globalresearch.ca". December 04, 2019)

کہنا ہے کہ جن اسکلوں کی رفتی کے لیے یہ فتنہ جاری کیے جا رہے تھے، ان کے بارے میں پریشان کن خبریں موصول ہو رہی ہیں اور اقدامات کرنے کے مصدقہ ذرائع بھی دستیاب ہیں۔ (فائل نامہ، امریکا)۔ اقوام متحده کے حقوق انسانی کے ماصدوں کا صدر بے کہیں نے سکیا گل کے دل لاکھ ایخوار اور دیگر اقلیتوں کو جس بے جا میں رکھا ہوا ہے۔ کپاس کی بیڑاوار میں بھین سرفہرست ہے، مگر اس کی اس بیڑاوار میں سب سے بڑا حصہ سکیا گل ہی سے آتا ہے، اس لیے امریکا و جاپان میں اس امر پر تشویش جنم لے رہی ہے کہ سکیا گل کی کپاس دراصل ایغور مسلمانوں سے جبری و باشقت مزدوری کا نتیجہ ہے جس کا معافہ نہیں کہتی کم دیا جاتا ہے۔ دنیا کے بعض مظکرین کہتے ہیں کہ سکیا گل کے مسلمانوں کے ساتھ بھی حکومت جدید روکا ہو لوکاٹ کر رہی ہے، بیویوں کے لیے تو وہ تاجرانہ تھائیں مسلمانوں کے لیے جائز ہے۔

امریکی مذہبی مشیر "سم براؤن بیک" نے چینی وضاحتوں کی ترویج کرتے ہوئے جنہیں پر زور دیا ہے کہ وہ تمام حراسی کی پس بذرکرے، بصورت دیگر وہ اس پر پابندی والے اقدامات بھی اٹھا سکتے ہے۔ الجریہ الٹی وی نے بتایا ہے کہ آسٹریلیا بھی جنہیں کی پالیسی پر نظر ٹھانی کرنے کے بارے میں اپنے رشتہداروں سے ملے ارجمند پتختی ہیں تو ایز پورٹ نے ان کے جھنی پاپورٹ ضبط کر لے جاتے ہیں اور مسلمان گرانی کی جاتی ہے۔ آسٹریلیوں میں ایغور شہریوں نے الجریہ کو بتایا کہ ان کے تقریباً ایک اخنادان ایسے ہیں جن کی زندگیاں بر باد کر دی گئیں۔ آسٹریلیا میں اس وقت دشیش ۲۰۰ مسلمان گرانی کی جاتی ہے۔ جنہوں نے وہاں کی شہریت حاصل کرنے کے لیے ہزاروں ڈالر غرچہ برداشت کیا ہے، جس کے نتیجے میں انہیں آسٹریلیا میں اپنے مکانات بنانے میں بھی سبوالت

چلایا جا سکتا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیم ایمیڈیا ایٹرنسچل بھی کہہ سکتی ہے کہ ایک دشمن یا تحریکیں کیسے ایٹرنسچل کو رت آف جسٹس میں بھی جلاعے جاسکتے ہیں۔

آنگ سانگ سوچی نے ایٹرنسچل کو رت آف جسٹس میں اپنے ملک کے وقار کی ذمہ داری قبول کر کے بڑی عجیب صورت حال پیدا کر دی ہے۔ اس سے خاصی تاریک تصور تیار ہوئی ہے۔ امن سے متعلق کوششوں پر دنیا بھر سے اعزازات اور انعامات حاصل کرنے والی آنگ سانگ سوچی نے میانمار کی انتہائی سخت گیر حکومت کا ساتھ دے کر ملک میں طویل

ڈیموکریک الائنس آری، آنگ سانگ سوچل لبریشن آری اور ارakan آری کا کہنا ہے کہ قتل عام کے الزامات تاریخی نوعت کے ہیں۔ کئی عزوفوں کے دوران ملک اس مرطے سے گزرا ہے۔ ارakan آری کے ترجمان نے کہا کہ جنگی ارakan کا ارakan کرنے والوں کا آنگ سانگ سوچی کی آنٹیسیس لمحہ چاہیے۔

یقینیا کیس سے یہ بات زیادہ واضح ہو رکسا منے آگئی ہے کہ اُرکوئی ملک عالمی اور اروپ اور آن کے تحت کام کرنے والے گروپس کا باضابطہ رکن شہریت بھی ایٹرنسچل کو رت آف جسٹس اور ویگر متعلقہ اور اروپ میں بعض علیین جرائم کا مقدمہ

سکیا گل: مسلمانوں کے لیے قید خانہ

رضی الدین سید

بمانے کی شدت سے تردید کی ہے۔ سکیا گل کے سلم گورنر "شہرت داڑ" نے ایسی تامن جبروں کو بے شہادت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہاں کے "بودنگ" ویکسل شرینگ اسکول، "بین جہاں طلب کو رہائشی سہوتیں بھی حاصل ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ جب محصول کیا جائے گا کہ معاشرے کو ان اسکلوں کی ضرورت نہیں رہی ہے تو انہیں اخنوڈھم کر دیا جائے گا۔ جنہیں کا کہنا ہے کہ بہر حال دشمنت گردی پر بھی نظر رکھنی لازمی ہے۔

حراسی مرکز سے آزادی کے جانے والے بھی ایغور مسلم کہتے ہیں کہ اندر بہت زیادہ جسمانی وہنی تشدد کیا جاتا ہے اور تمام سالہ تمام حکومت افراد کو فیکٹی طور پر زیگی و ترہیب دی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ گھر کے چاقو پر بھی جنی حکام چپ لگانے کو کہتے ہیں تاکہ ویکھن کی یہاں چاقو کیں کی حلی میں تو استعمال نہیں کیا جا رہا؟ اس علاقے میں باہر سے آنے والے مغربی سیاں خود بھی ٹکوہ کرتے ہیں کہ ان کے کمرے سے ہر چشم کی تصویر ختم کر دی جاتی ہے اور بھایت کی جاتی ہے کہ مقامی باشندوں سے بات چیت نہ کیا کریں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بیان کا ہر مسلمان اس خوف سے سہا ہو رہتا ہے کہ پولیس کہیں ان کے گھر پر چھاپے نہ مار دے یا انہیں کہیں جزوی تعلیمی مرکز (بیل) میں نہ منتقل کر دے۔ برطانوی اخبار "انڈی پینڈنٹ" نے ایرام لگایا ہے کہ مسلم خواشن کو روات جنی حکام کے ساتھ بہزوں پر گزارنے پر محور کیا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ امریکا نے بھی ایرام لگایا ہے کہ جنہی حکومت مسلم اقلیتوں کے نہ سب اور شفاافت کو منادی کرنے کے درپے ہو چکی ہے۔

دوسری جانب ولڈ بینک نے سکیا گل کے لیے مظہر کردہ رقم دکروٹ ڈالر کی ترسیل فی الحال روک دی ہے۔ ولڈ بینک کا بھی نے ایغور مسلمانوں کے لیے اسی حراسی یا خلافتی کیپ معاشرہ کی تازہ ترین خبریں بھی حکومت کے مزید ظلم و تم کے اکشافات کرتی ہیں:

الجریہ الٹی وی نے جنی حکام کے حوالے سے بتایا ہے کہ بھی نے ایغور مسلمانوں کے لیے اسی حراسی یا خلافتی کیپ

اسکرین نامم: بچوں کی ذہنی ساخت میں تبدیلی

Tanya Basu

اسکرین نامم کا موضوع آئٹرو الجھاؤ کا شکار نظر آتا ہے۔ اس موضوع سے تعلق میں اعداد و شمار سامنے آئے ہیں۔ ان میں سچے بالکل سانچے نیز ہیں اور کچھی تو یہ سمجھ ہے۔ جمیل جاما (JAMA) میں و تحقیقات شائع ہوئی ہیں جن میں سرویز سے حاصل ہونے والی معلومات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان سرویز کا مقصد یہ تھا کہ کیا پر اسکول اسکرین نامم سے تعلق درلا جائیتے آرٹیزینشن کی ہدایات پر عمل کر دے یہیں؟ ان ہدایات میں اس عمر کے بچوں کے لیے ایک گھنٹے کا اسکرین نامم تجویز کیا گیا ہے۔ ان سرویز سے پتچالا ہے کہ ۸۰ فیصد دو سال اور ۶۰ فیصد تین سال کے بچے ایسے ہیں جو ایک گھنٹے سے زیادہ اسکرین پر اپنا وقت گزارتے ہیں۔ مانیں جو اسکرین پر اپنا کثیر وقت گزارتی ہیں وہ یہ چاہتی ہیں کہ ان کے بچے بھی اسی وضنے میں لگے رہیں۔

بیٹھنے اُنہیں بیٹھنے اپنی تحقیقات میں یہ بتایا ہے کہ اس طرح بچے اسکرین سے تعلق عادتوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ایک سے تین سال اور ۸ سال کی عمر کے ۳۴٪ بچوں پر میں معلومات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ جائزہ اس لیے لیا گیا ہے تاکہ ان عوامل کا پتا چلا جائے جو اسکرین نامم کے تعلق سے ان بچوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ بچوں کے جہانی نہیں، ماں باپ کی ماباہ آدمی، تعلیمی قابلیت اور ماں کے پاس اسکرین کے استعمال کا اختیار (maternal screen use) جیسے عوامل شامل ہیں۔ لچک پر امری ہے کہ جن ماں کے ایک سے زیادہ بچے ہیں وہ بچے زیادہ اسکرین پر وقت گزارتے ہیں۔ آئندہ سال کی عمر کے بچے اپنے کم عمر بچوں کے مقابلے میں اسکرین پر کم وقت گزارتے ہیں کیونکہ دن کا ایک حصہ ان کا اسکول میں اگزرتا ہے۔ بچوں کا اسکرین کے ساتھ وقت گزارنا ان کی ذہنی ساخت (structure of brain) کو تبدیل کر دے اس کی ذہنی ساخت میں یہ تجویز دی گئی ہے کہ بچوں کو اس لیے ان تحقیقات میں یہ تجویز دی گئی ہے کہ بچوں کو اپنے والدین کے ساتھ زیادہ اور اسکرین کے ساتھ وقت گزارنے ہیں، جن کی غنیاد پر اس تعلیمی ادارے کو بدنام کیا جара ہے اور چند گندے سیب پوری توکری کو خراب کر دے ہیں۔ جو بچے نے مزید لکھا کہ اس ادارے میں تعلیم پانے والے میں بال کھیل رہا تو ذہنی لینڈ کی سیر کر کے امری کی چکر کو خوب اپناء ہے یہ! (ترجمہ: محمد احمد ہنخان)

عمران خان نے بچوں کے ہولکاست پر دنیا کی پریشانی کی دہائی دی تھی، تاہم سکیانگ کے مسئلے پر امریکا واقع فنا سرکاری طور پر تفہیل کا اظہار کرتا رہتا ہے۔

واحی رہے کہ چینی خطے میں اسلام تقریباً ۱۳۰۰ سالوں سے موجود ہے اور ساتویں، آٹھویں، نویں صدیوں میں یہاں اسلام تجارت، جنگ اور سفارتی وجوہات سے مسلسل پھیلتا رہا ہے۔ یاد رہے کہ چین کے میگر صوبوں میں بھی چینی مسلم موجود ہیں۔ لیکن ان کی سب سے بھاری تعداد (ایک کروڑ سانھلاکھ) سکیانگ ہی میں پائی جاتی ہے۔

دوست دی گئی تھی تو اسے دوسرا دن آئی غائب کر دیا گیا۔ ایک چینی معروف فوٹو گرافر "لو گینگ" جس نے اب تک فوٹو گرافی کے تین عالمی ایوارڈ حاصل کیے ہیں، ارجمند میں جب ایک عالمی فوٹو گرافی مسابکے لیے پہنچا، جس میں شرکت کے لیے اسے ارجمند کی انتظامیہ کی جانب سے باقاعدہ دعوت دی گئی تھی تو اسے دوسرا دن آئی غائب کر دیا گیا۔ اس کی بیوی "زو زیا ذلی" نے کہا کہ حالانکہ وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ تھا ارجمند چینی تھی، لیکن اب وہ بھے کہنی نظر نہیں آرہا۔ ارجمند انتظامیہ کا کہنا ہے کہ اس کے شوہر کو ایک دوسرے فوٹو گرافر کے ساتھ نہیں اور اسے ماتھے لے گئے ہیں۔

ضمہم کے تمام حقائق مختلف ذرائع میڈیا فوری سیسیگری، نیوز ایک تائیم، الجزیرہ نی وی، ٹو ٹو ٹو سرچ اور جنگ کراجی و نیویور سے اخذ کیے گئے ہیں) خاتون نے اپنے شوہر کی برآمدگی کی دہائی دی ہے۔ الجزیرہ کو وہیں کے رہنے والے تھیڈ طور پر بتاتے ہیں کہ ہمارے گھروں، دکانوں، شادی ہالوں اور قبرستانوں میں پراسرار لوگ ہماری ہر لفڑی و تبدیل اور ٹنگکو مسلسل جائزہ لیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب بھی کوئی مسلم شریاب نوشی چھوڑتا ہے یا جب کسی نوجوان کے چہرے پر اچانک ڈاہنی نظر آتی ہے تو چینی حکام اس شے میں حرکت میں آجائے ہیں کہ شاید یہ لوگ کسی دیشت گروہ کا روائی میں ملوث ہونے جا رہے ہیں۔ چینی حکام کے مطابق ذاتی محفل میں بھی جب کوئی اپنی مسلم شاخہ اس اصرار کرتا ہے تو اصل وہ دیشت گروہ کو فروع دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ "اُن آرٹی ورلڈ" اخبار کے مطابق خلیمت کی جانب سے رمضانوں میں روزے رکھنے پر بھی پاہنچی عائدگی جاتی ہے اور اسکوں میں طلب کو باقاعدہ جیک کیا جاتا ہے کہ کبھی وہ روزہ تو نہیں رکھ رہے۔ اس متصدی کی خاطر انہیں پانی دخیرہ پلا یا جاتا ہے۔ سکیانگ کے شہر "لیزیا" میں ہے "چھوتا مکہ" بھی کہا جاتا ہے، مسجدوں کے گنبدوں کو توڑا جا رہا ہے۔

قوی اخبارات کے مطابق امریکی نائب وزیر خارجہ ایمس ویلز نے ۲۰۱۹ء کو جزل اسلامی میں کشیر کے مسئلے پر عمران خان کے خطاب کے جواب میں عمران خان سے سوال کیا کہ کشیر کے ساتھ وہ سکیانگ کے ۰۱ لاکھ ایخور مسلمانوں کے عوامی مرکز کے ہارے میں چین کے خلاف کیوں نہیں بولے تھے؟ اس کا تبرہ ہے غالباً اس یاعش بھی تھا کہ

دی اسکول آف امریکا ---

ایٹریشنل ہیئر الٹریویون میں یہ رکھنے لکھا "جو امریکی دنیا بھر میں دیشت گروہ، ایڈا رسانی اور تیادی حقوق کی گھنین خلاف ورزیوں کے حوالے سے اقوام عالم پر تقدیم کرتے ہیں، انہیں ایسا کرنے کے جماعت اپنی حکومت کو پروف تنسیڈ بانا چاہیے۔ اس عمل کی اہمادہ دنی اسکول آف امریکا زندگانی کے مطابق سے کر سکتے ہیں"۔

تیز و دیکھیے صرف اول کے امریکی جریدے نے دنی اسکول آف امریکا کے حوالے سے امریکی قیادت کے دامن پر لگے ہوئے داع کو دھونے کے حوالے سے جو کوشش کی وہ انتہائی شرمناک تھی۔ جریدے نے لکھا کہ چدا ایک واقعات ہوئے ہیں، جن کی غنیاد پر اس تعلیمی ادارے کو بدنام کیا جا رہا ہے اور چند گندے سیب پوری توکری کو خراب کر دے ہیں۔

جو بچے نے مزید لکھا کہ اس ادارے میں تعلیم پانے والے میں بال کھیل رہا تو ذہنی لینڈ کی سیر کر کے امری کی چکر کو خوب اپناء ہے یہ! (ترجمہ: محمد احمد ہنخان)

"The School of the Americas". ("globalresearch.ca", November 09, 2019)



مشرق وسطیٰ: ٹرمپ کی خارجہ پالیسی کی ناکامی

تفصیلیں بچھایا۔ بجاے اس کے کہ اس پالیسی کو جاری رکھا جاتا تو اس پر اتفاقیہ نے اس کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا۔

تو مپ انتظامی کی طرف سے اپنایا جائے والا سرکاری موقع

کسی داخلی سیاست کا حصہ نہیں، بلکہ اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کہ ”پرانا ڈھانچا“ کمل طور پر تباہ ہو گا تو یہ کوئی تین عمارت کھڑی ہو سکے گی۔ کاغذات میں یہ منصوبہ بندی بہت کامیاب معلوم ہو رہی ہے لیکن جیسا کہ کثیر ہوتا ہے، یا کہ اور سراپا ہے۔ ٹرمپ انتظامیہ جارحانہ خارجہ پالیسی پر عمل پر آئے اور لوگوں کے غم و غصے سے بالکل بے پروا نظر آتی ہے۔ درحقیقت وہ مشرق وسطیٰ کے زمینی حقوق سے لاعلم ہیں۔ اس الٹی کی وجہ سے ان کی جارحانہ پالیسیاں کمل طور پر ناکام ثابت ہوں گی۔ باض کی طرح خط کے مقامی لوگ تباہیت ہی خیاری سے امریکا کے خرچ پر اپنے ایجاد کی بھیل میں صروف رہیں گے۔

ٹرمپ انتظامیہ کی مشرق وسطیٰ کے حوالے سے تین پالیسیاں کی طور پر بھی مستحکم علاقائی نظام تشکیل دینے سے قاصر ہیں گی۔ لیکن پرانے نظام کی تباہی اور اس سے حاصل کیے گئے فوائد کو تباہ کرنے کا کام کرتی رہیں گی اور ٹرمپ بھی چاہتا ہے کہ دنیا کے آزاد ممالک سے جان چھڑا کر یہاں جنگ کا قانون نافذ کی جائے۔

بریو شکم:

ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے ہائی جانتے والی ہی ”زیر اقیٰ مثالیث“ ہر پہلو سے خدا اندازوں پر ہتی ہے۔ اس کا آغاز امریکا کے اشیٰ پر گرام کو فتح کرنے کی کوششوں سے یا گیا ہے اور یہ کوششوں دھائیوں سے جاری ہیں، یا قدما سے دس روزہ یعنی خلافت پر احصارے گا یا کہ وہ خطے میں بھی نیا ایسا طاقت بنتا چلا جائے گا۔ ۲۰۱۶ء میں امریکی اور یورپی سفارت کاروں کی کوششوں سے ایک اہم پیش رفت Joint Comprehensive Plan of Action (JCPOA) کی صورت میں سامنے آئی تھی۔ ایران کے اشیٰ پر گرام پر ایک جامع معاملہ ہوا، جس کے تحت یہ پروگرام کمل طور پر عالمی قوتوں کی نظر میں رہتا۔ صدر ٹرمپ نے جس وقت عہدہ سنہالا اس وقت تک اس معاملے پر ہم و عنی عمل کیا جا رہا تھا اور معاملہ کاروں کو اس بات پر پورا لیتھن تھا کہ ایران اپنے اشیٰ پر گرام پر کوئی پیش رفت نہیں کر رہا۔

اس میں کوئی بھی نہیں کہ معاملے کی شرائط قابلِ طی زمان نہ تھیں۔ اس کی شرائط میں شامل تھا کہ ایران دس سال بعد اپنے اشیٰ پر گرام پر کام کرے گا، اس معاملے میں

کا کوئی تفصیل نہیں ہوا، کیونکہ اس کے پیچے معاملات سنجاقے کے لیے اسرائیل اور سعودی عرب موجود ہیں۔

وائٹنہیں ایران (جو کہ خطے میں عدم استحکام کی بیانی وجد ہے) کو حد میں رکھنے پا گا میں رکھنے کا کام اسرائیل اور سعودی عرب کے حوالے کر دیا ہے۔ شام میں اس کا مقابلہ اسرائیل کرے گا، جب کہ ظیج فارس میں اسے سعودی عرب مدد کے اور اس شتر کے مقابلہ کی وجہ سے دونوں ممالک کے باہمی تعلقات بھی مضبوط ہوں گے اور اسرائیل کو سی عرب ممالک کے ساتھ اتحاد جاتے ہیں جسی مدد ملے گی۔ اس طرح پاکی بھلگ کو امریکی ایسا پر بھر پور تقویت ملے گی اور امریکا

اسے اپنے لیے ایک آسان اور سی حل کے طور پر لے گا۔ لیکن بدقتی سے یہ ”اپر و دفع“ ایک افسوس نہایت ہو گی۔ ۰۰ کی بھائی کے سطح میں جب امریکا کو پہت نام میں شکست کھا کر پیچھے بنا پڑا، ایسے مشکل وقت میں بھی امریکی وزیر خارجہ ہمنگ سخنے مشرق وسطیٰ کے لیے تین خارجہ پالیسی تشکیل دی، اور یہ ایسی مصالحت علی کا بنیادی مأخذ یا تھا کہ باہمی میں ہی۔ اور اس تینی مصالحت علی کا بنیادی مأخذ یا تھا کہ اسرائیل اور عرب پر وہی مصالحت کے لیے نہال سفارت کاری کی جائے۔ اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو وہ حکمت عملی دو صرف کامیاب رہی ہے اس کے تینی میں اسرائیل مصر امن معاملہ، اسرائیل اور دن امن معاملہ اور فلسطینیوں کے ساتھ ہی مخالف معاملہ ہے تو ہے۔

لیکن ۲۰۱۶ء میں صدقی میں مخصوص حالات کی وجہ سے پیش رفت رک گئی۔ جہاں ایک طرف انتقامی کی دوسری تحریک کی وجہ سے اسرائیل فلسطین مصالحت کی امیدیں دم توڑ گئیں، دوسری طرف عراق بھلگ کی وجہ سے ایران کی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہوا اور ”عرب بھار“ نے خطے کو عدم استحکام کا ہکار رہا اور اس کے ساتھ تھی داعش نے بھی سراخا ہیا۔

۲۰۱۶ء کے صدارتی انتخابات میں ہے بھی تین حصے کا ہوتی، اسے مشرق وسطیٰ میں اسی قسم کے خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑتا۔ موجودہ انتظامیہ نے ان حالات سے نہیں کے لیے خطے میں امریکی پالیسی کی بنیادی طرف غورہ کیا اور سخنگی بنا کی ہوئی بحکمت عملی کو کمل طور پر جدیل کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہر جو دو اس کے کہ اس پالیسی نے امریکی مفادات کو کبھی

Martin Indyk

جو لائلی ۱۹۲۰ء میں امریکی صدر ڈبلیو ٹرمپ کے خصوصی ایئٹی برائے قسطین اسرائیل مذاکرات ”حیسن گرین بوٹ“ نے اقوام متحدہ کی سلامتی کو نسل کے سماں اجلاس برائے مشرق وسطیٰ میں شرکت کی۔ اس موقع پر انہوں نے ٹرمپ انتظامیہ کی سوچ کی عکاسی کرتے ہوئے جو بیان دیا، اس نے شرکاً و حیران کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ”امریکا، اسرائیل قسطین مسئلہ پر اب مزید نہیں الاؤ ای اتفاق رائے کے افشاء“ کا اصرار نہیں کر سکتا۔

گرین بوٹ نے اپنی گنگوکے دوران سلامتی کو نسل کی اس قرارداد (قرارداد ۲۰۲۲ء) کو بھی تقدیر نہ شاندہلیا، جس کے تحت اسرائیل نے مصر اور اردن سے معابدے بھی کر رکھے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے معابدے کے انہم الفاظ پر بھی تقدیر کی، جن کی وجہ سے عربوں نے مقبوضہ علاقوں سے اسرائیل کے کمل اخلاق کے مطالیے کو پیش کیا ہوا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ بیانیہ نہ کرات میں پیش رفت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ان کا دووی تھا کہ ماشی کے معابرے خطے میں اس کے بجائے معاملات کو بگاڑنے کا باعث بن رہے ہیں۔

یہ عذر بہت ”پاچلا“ تھا۔ اس غصے کے چیزوں کے باش ”جیسہ دشمن“ ہیں۔ جو کہ صدر ٹرمپ کے دادا اور مشرق وسطیٰ کے امور کے سیڑھے مشریق ہیں۔ گرین بوٹ دراصل بات چیتے کا رخ بدل کر مذاکرات کا نئے سرے سے آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اقوام متحدہ کی قراردادی، یعنی الاؤ ای اتفاق نہیں اسی اتفاق رائے سب غیر متعلق تھا؟ آئندہ سے امریکا کسی بھی ایسے دریافتی حل کو مسٹر کرتا ہے، جس کے تحت قسطین اور اسرائیل دونوں ساتھ ساتھ پر اس طریقے سے روکتیں۔

گرین بوٹ کی پیشکش دراصل مشرق وسطیٰ کے حوالے سے ٹرمپ انتظامیہ کی تین منصوبہ بندی کی وجہ ترمیم کا حصہ ہے، اور مشرق وسطیٰ کی اس تین منصوبہ بندی کا ماشی سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ اس صدر کو، جو ہر سکھ کا ایسا حل چاہتا ہے جس کی کوئی قیمت ادا نہ کرنی پڑے، خوش کرنے کے لیے انتظامیہ نے بہت خیاری کے ساتھ تین منصوبہ بندی کی ہے۔ امریکا خلیٰ سے دشمنوں جاری رکھتا ہے اور اسے اس اخلا

تکمیل کر ایران کا مقابلہ کیا جائے۔ اس سب کے باوجود عرب وزارت خارجے نے اسرائیلی وزیر اعظم کے ساتھ ایک فورم میں پیشے سے انکار کر دیا۔ اس سب وعجہ ثابت کرنے کے لیے اسرائیلی رہنمایوں نے ایک حرکت کر سکتے تھے، وہ یہ کہ انہوں نے غیر قانونی طور پر قسمی ایک ویٹ یوجاری کی، جس میں بخوبی، سعودی عرب اور عرب امارات کے وزراء خارجے اسرائیل کے معاملے پر تباہی خیال کر رہے تھے (جلد تیسرا دینہ بیانوں کی گئی)۔ جہاں تک امریکا اور اس کے یورپی اتحادیوں کی بات ہے، انہوں نے بہت سی قسمی طبقے کے نمائندے سے بیکھرے اور ان کو امریکی نائب صدر مایک پنس کی تقریر سنبھالی، جس میں انہوں نے ایران کو معابدہ ختم کرنے پر تقدیم کا شکنہ بنایا۔

دریں اثاث اسرائیلی میراثی اور اد کے بغیر شام سے ایرانی مداخلت ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ شام میں ایرانی بیرونی کے تقریباً ۲۰۰ بڑا مہکار موجود ہیں۔ چونکہ امریکا شام سے کل رہا ہے، اس لیے اسرائیل کے پاس روں سے مدد مانگنے کے علاوہ کوئی چارخ حکومت پر اپنا اثر درسوخ بھی رکھتا ہے۔ تاہم نہیں یا ہو کے متعدد دو روں کے بعد بھی اسرائیل روئی صدر والادی میر پاؤں سے شام میں صرف ایرانی امداد پر صلوں کی اجازت حاصل کر پا یا ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم پر امید تھے کہ دو روں پر پاندیوں میں برقی اور امریکی دیواری میں کی کے وصولی کے نتیجے میں اس بات پر راضی کر لیں گے کہ وہ ایران کو شام سے انخلا پر مجبور کرے۔ لیکن اسرائیلی وزیر اعظم کا یہ مخصوصہ بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اس سال جون میں نہیں یا ہوئے اعلیٰ سطح کے امریکی اور روکی سفارت کارروں کو تبران کے خلاف مشترک کارروائی کے لیے یہ علم دعویکارا۔ لیکن وہاں روں نے اس کی امیدوں پر پانی پھر دیا۔ روں نے عوایی سطح پر اس موقف کا انکھار کیا کہ "روں اور ایران انسداد جہالت گردی کے معاملے میں باہمی تعاون سے کام رہا ہے ہیں اور شام میں ایرانی مفاداًست کا خیال رکھا جانا چاہیے۔" انہوں نے شام میں ایرانی تھیبیات پر اسرائیلی سبماری کو بھی غیر ضروری ترقہ دیا۔

امریکی صدر نے جب شام سے فتوح کے انتخالاً اعلان کیا، جہاں وہ ایران کو عراق سے لبناں تک زمیں را ہدایت نہانے سے روکتے پر مجبور کیے ہوئے تھیں، تو اسرائیلی وزیر اعظم نہیں یا ہو کو شدید صدمہ پہنچا اور وہ امریکا سے یہ درخواست کرنے پر مجبور ہو گئے کہ اس انخلاف میں بکھرا خیر رہے۔

سامنا کرنے کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔

دریں اثاث اصلہ رہمپ نے اپنے پیش رو کے مقابلے میں کہیں زیادہ تیزی سے اس مظہر سے اپنی فومنیں واپس بلائے کے عزم کا اعادہ کیا۔ رہمپ انتظامیہ نے ایک طرف تو رہمانی تباہیات کے عمل کے لیے ایک جام منصوبہ بندی کی ترتیب نظر آرہی تھی۔ تو آنے والی انتظامیہ کے لیے یہاں حسخ لائچ مل تھا کہ وہ JCPOA معاہدے کو آگے بڑھانے اور وہ تباہیات کے حل کے لیے تیزی سے کام کرے۔ اس کے ریکس میں ۲۰۱۸ء میں سیکریٹری ریکس ٹیلرسون اور سیکریٹری دفاع جیس میں، "ہائی پاس" کر کے اور معاہدہ پر ایران کی طرف سے عملدرآمد کے حوالے سے صریحاً جھوٹ یوں لے ہوئے صدر رہمپ نے اس معاہدے کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

اس سب کی ایک وجہ صدر رہمپ کا براہ راست ادباً میں ذائقہ عناویں بے اس کے پیش رو نے جو بھی کیا اسے افسوس ختم کرنا تھا اور ایران معاہدہ تو ادباً مادور کے نہیں کارنا مون میں سے ایک تھا۔ ذائقہ عناوی کے علاوہ وہ بگرد جو بات بھی تھیں۔ معاہدے ختم کرنے کے پچھے دو توں بعد سے سیکریٹری اسٹیٹ مائیک پمپئی نے اپنی تقریر میں ایران پر دباؤ بڑھانے کی تہم کا اعلان کیا اور اس ہمہ کا آغاز اس پر تخت پاندیوں لگا کر کیا گیا تاکہ ایران کی تیل کی برآمدات میٹاڑ کی جائیں اور اس طرح مشرق و مغرب پر اس کے اثر درسوخ کو تم کیا جائے۔ پمپئی نے ایران کو لفڑی سیکنے پر مجبور کرنے کے لیے مطالبات کی تھی فرست جاری کی، جو کہ مدد جذبیل ہے، ایران آئندہ سے یورپیں کی افزودگی نہیں کرے گا، غالباً ایجنسی کے معاہدے کا جہاں جائیں، ایسی میزائل پر گرام پر کوئی پیش رفت نہیں ہو گی، حزب اللہ، حماس، اسلامک جہاد، شیعہ ملیشیا، حوثی باقی اور ایران کے زیر نگرانی شام میں لڑنے والے مسلح گروہوں کی کسی بھی تحریک کوئی مدنیتی کی جائے گی۔ اسرائیل، سعودی عرب اور امارات کے ساتھ دھوپیں ہمکی والاروپی اتحادیں کیا جائے گا۔ اور تمام شکوہ شہباڑ کو دور کرنے ہوئے پمپئی نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ JCPOA پر دباؤ بگردی بیٹھیں ہوں۔

امریکا نے یہ قدم اٹھانے سے پہلے اپنے اتحادیوں اور شرکت داروں کوئی اعتماد میں لیتے کی رحمت نہیں۔ معاہدے پر دھنپا کرنے والے وہ ممالک جن میں بھیں، روں، فرانس، جرمی اور برطانیہ شامل ہیں، ان سب کی نصرت ایڈیوں کو نظر انداز کر دیا گیا ملکہ انھیں ایران سے قتل خریدنے پر پاندیوں کا

مثال کے طور پر اس سال فروری میں رہمپ اور اسرائیلی وزیر اعظم نہیں یا ہوئے پولینڈ میں "ایران خلاف" کا نفری کے انعقاد کی کوشش کی۔ نہیں یا ہوئے اپنے ایک نویٹ میں کہا کہ "ایران کے خلاف مشترک مفاداًست کے فروغ کے لیے سرردد عرب ممالک کے نمائندوں کے ساتھ ایک میٹنگ ہو۔

ولی عبدالمحمود بن سلمان جو کہ MBS کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے پہلے اپنی پوری شہنشاہی کو مستحکم کیا اور فوت اور سیاستی ایجنسیوں پر اپنا کنٹرول مضبوط کیا، پھر ملک میں بڑے بیانے پر ترقیاتی پروگرام کا آغاز کیا اور دیگر ممالک میں بھی مداخلتیں پڑھا دیں۔ پھر وہی مداخلتوں میں بین میں کی جانے والی غاصبانہ مداخلت کا نتیجہ تھا یہ ایسا ہے۔ جہاں ایرانی حمایت یافتہ بھی لوٹھم کرنے کے لیے یہ مداخلت کی گئی۔

شرق وسطیٰ کے معاملات سے نالملو صدر ٹرمپ نے عبیدہ سنجاتے ہی مختاری معاشری و سیکورٹی فونڈ کو سامنے رکھ کر سعودی عرب سے تعلقات کو مضبوط کیا (سعودی عرب نے ۲۵۰ ماربڑا اسٹریٹ خریزے کے معابدہ کیا، جس پر ابھی تک عملدار نہیں ہو سکا)۔

نوجوان ولی عہد نے بہت جلد اپنے امریکی یہاں منصب حیڑ کشتر کے ساتھ دوستہ تعلقات قائم کر لیے اور اسی دوستی کا نتیجہ تھا کہ صدر ٹرمپ نے ۲۰۱۸ء میں اپنا پہلا یہودی دورہ سعودی عرب کا کیا، جہاں انہوں نے ریاض میں ایک بین الاقوامی کا تقریں میں شرکت کی۔ اس کا تقریں کا واحد مقصد انساد انجام پذیری و دوستیت گردی پر شرکت داری تھا، اس کا تقریں کا نتیجہ یہ ہوا کہ سعودی اور امارتی خواہش پر امریکا کے مضبوط اتحادی قدر کا بائیکاٹ کر دیا گیا، یاد رہے کہ امریکا کا شرق وسطیٰ میں سب سے ۱۱۵۰ (العدی دیا ہے) قلندریں ہی ہے۔

سعودیوں نے ایران پر توجہ دینے کے نتیجے امریکا کو اپنے علاقائی حرفی، جو کہ امریکا کا اتحادی اور دوست ہے، کے معاملے میں الجھاویا۔ جس سے خلیج تعاون کو نسل نوٹ بچوٹ کا شکار ہو گئی، جو کہ پہلے بھی کافی کمزور تھی۔ اس نوٹ بچوٹ سے ایران کو صرف فائدہ ہوا بلکہ قدر بھی ایران کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔ کیوں کہ اس کے پاس اور کوئی آپنے نہیں پچھا تھا کہ دنیا سے رابطہ قائم رکھ سکے۔ اس نے اس رابطے کو قائم رکھنے کے لیے ایران کی فضائی حدود و استعمال کی، ایران نے یہ سہولت بخوبی فراہم کی اور یہ معاملہ ابھی تک ایسے ہی چل رہا ہے کیوں کہ سعودی عرب مفہومت کی کسی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دے رہا۔

مکن میں محمد بن سلمان کی جگہ نے دنیا کا بدترین انسانی بحران پیدا کر دیا امریکا کے قرائماں کر دہ طیاروں اور اسلحے کے ذریعہ پر سعودی عرب نے یمنی عوام پر جو ظلم ہے ہیں، ان پر دنیا بھر میں غم و خصہ پیا جاتا ہے۔ امریکا کی ساکھوں کا تناقضان پیچا کر کا گریں ستمیں نے سعودی عرب کو اسلئے کی قرداشت روکنے کے

ترمپ کو یہ کام کرنے کی بہت جلدی تھی۔ انہوں نے اس فیصلے کے پچھے عرصے بعد یہودیوں کے مسالا نہ اجلas میں ایک یہودی ریپبلکن سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ”میں نے سوچا اور کام ہو گیا۔“ صدر ٹرمپ نے غیر یہ اندماز میں یہ بات کہ ”میں نے وہ کام کیا ہے جو آج تک کوئی صدر نہ کر سکا۔“ لیکن ان کو شاید اس بات کا علم نہیں کہ آج تک کوئی اسرائیلی حکومت کے نتیجے میں ہونے والا معابدہ تھا۔

اس معابدے کے ذریعے امریکا نے بہت ممتاز طریقے سے شام کو اس بات کا پابند کر دیا کہ گولان کے پہاڑی علاقے سے اسرائیل پر کسی قسم کا حملہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس معابدے کی بنیاد پر کسی سلامتی کو نسل کی ”قرارداد“ ۲۰۲۲ء تھی۔ جس

قرارداد کے تحت یہ بات واضح تریکی گئی تھی کہ کوئی بھی ملک قوی طاقت کے ذریعے بقدر نہیں کر سکے گا، اسی وجہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ ”گولان ہائیکس“ شام کا خود مختار علاقہ رہے گا۔ گرین بلوٹ جس قرارداد کو ہوا میں اڑانے کی باتیں کر رہے تھے، یہ وہی قرارداد ہے، جس کے تحت یہ طے ہوا تھا کہ کسی حکومت کے پریشانی نکل سے اسرائیل کے پاس رہے اسرا نسل کے نتیجے میں کہ تہران کو اس بات کی اجازت مل گئی ہے کہ وہ اسرائیل صدر پر شام کی طرف بیرونی ملیشیا کی موجودگی برقرار رکھے اور اب انہیں بشار حکومت کی تائید بھی حاصل ہے۔ یہ باتیں ہیں کہ اب مستقبل قریب میں اسرائیل کو بینانی صدر پر اتحادی قدر کے نکاحوں پر بسارتی کرنی پڑے گی تاکہ وہ وہاں سے اس علاقے کو نہیں اور پھر اسرائیل کے ان اقدامات سے حالات حریز خراب ہوں گے۔

سعودی اسلام

سعودی عرب بھی اسرائیل کی طرح امریکا کے لیے ایک سکندر اتحادی ٹابٹ ہوا۔ ریاض نے پہلے بھی اسمن و جنگ میں عرب دنیا پر تحریکی کی کوشش نہیں کی۔ سعودی عمران اپنے ریاستی سد و کو سمجھتے ہوئے اور واخی طور پر عدم اتفاق رائے کی وجہ سے اس آپشن کو ترجیح دیتے ہیں کہ وہ خاموش سے امریکا کی سربراہی میں چلنے والے نظام کی حمایت کریں۔ مصر، عراق اور شام عرب دنیا کی سیاست میں ہمیشہ نہیں کھلاڑی کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب عراق جاتی کا شکار ہے، شام میں خانہ بھنگی چل رہی ہے اور مصر ”عرب بھار“ کی ذہن سے ابھی تک نہیں نکل سکا۔ ایسے حالات میں ایک پرعزم، باہمی اور بلند حوصلہ نوجوان شہزادے کو اس بات کا موقع مل گیا کہ وہ اپنے ملک کو نیا ایسا کوشش پر لا سکے اور عرب ربہما کے طور پر سامنے آسکے۔ ۲۰۱۵ء میں ۲۹ سالہ اسرائیل کا دورہ کرنے والے تھے۔

اس طرح کے اقدامات سے ایرانی مداخلت میں کی توڑہ ہوئی بلکہ اس بات کے امکانات بڑھ گئے کہ یہ لڑائی عراق اور لبنان تک چھل جائے اور حزب اللہ اور اسرائیل کے مابین ایک کمل جنگ کی صورت اختیار کر جائے۔

اسرائیل کے ساتھ شام کی سرحد پر تقریباً پچھلے چار دن بیوں سے خاموش تھی اور اس خاموشی کی وجہ سے ۱۹۷۳ء میں بھری سنجھ کے مذاکرات کے نتیجے میں ہونے والا معابدہ تھا۔ اس معابدے کے ذریعے امریکا نے بہت ممتاز طریقے سے شام کو اس بات کا پابند کر دیا کہ گولان کے پہاڑی علاقے سے اسرائیل پر کسی سلامتی کا حملہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس معابدے کی بنیاد پر کسی سلامتی کی باتیں کی باتیں کر رہے تھے، یہ وہی قرارداد ہے، جس کے تحت یہ طے ہوا تھا کہ کسی حکومت کے پریشانی نکل سے اسرائیل کے پاس رہے گا۔ اسی وجہ سے اسرائیل نے اس علاقے کو اپنے ساتھ شامل کیا۔ اسی وجہ سے اسرائیل کے نتیجے میں تبدیل کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے اسرائیل اسے نصف رہائی علاقے میں تبدیل کر دیا بلکہ بیان سیاحت کو پرداں چڑھانے کے لیے ہت سے کام کروائے۔ (اس نتیجے میں ۱۹۸۱ء کے ایک فیصلے کے ذریعے اس وقت کے وزیر اعظم نے اس علاقے میں بھی اسرائیلی قوائیں ناقصر کر دیتے تھے۔ جس کی اقامت تھی کہ مداخلت کو نسل نے سخت نہیں کی تھی، لیکن امریکا نے اس وقت بھی اسرائیل کی حمایت کی تھی)۔

اسرائیل اور شام دن بیوں تک اس معابدے کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہے، حق کے شام میں داخلی اعتراض اور خارجی کے دروازے بھی یہ معابدہ برقرار رہا۔ جولائی ۲۰۱۸ء میں بینان یا ہوائی طرف تو ایرانی ملیشیا کو گولان کی بیانوں سے دور رکھنے کے لیے روس سے مد مانگ رہے تھے اور دوسری طرف انہوں نے اس علاقے کو جان بوجہ کر فتح کر دیا اور اس اقدام کو انہوں نے دوبارہ منتخب ہونے کے لیے استعمال کیا اور اسی مسئلے میں ٹرمپ کی مد بھی مانگی، جو کہ انہوں نے گولان کی بیانوں پر اسرائیل کی خود مختاری کو تسلیم کرنے کا اعلان کر کے کردار اور اتحادی جلد بازی میں یہ اقدام کیا گیا کہ ماہی پیمو کو بھی اس فیصلے کا علم نہیں تھا حالانکہ وہ اسرائیل کا دورہ کرنے والے تھے۔

جب ماہ جون میں کشنز نے بھرپور میں ایک کافرنس میں اس معابدے سے جڑے معاشری فوائد پر روشنی ڈالنی تھی تو فلٹنیوں نے اس اعلان کا اپنے بارے بارے کروایا۔

وہ مکانیں بھی اپنے کمپنی کی طرح کمزور ثابت ہوئیں۔ ٹرمپ نے یہ سوچا کہ فلسطین اتنے کمزور ہیں کہ اگر امریکا ان کی امداد بند کرے گا، وہاں میں موجود PLO کا دفتر بند کر دے گا، یہ دشمن میں اپنا توانل خاش بنا لے گا اور اقام تحریکی ریلیش اپنے کام بند کر دے گا تو فلسطین گھنے لئے پر مجدر ہو جائیں گے۔ ایک دفعہ پھر صدر ٹرمپ کو کوئی بھی تحریر بے کار یورور و کریست یہ تانے والا نہیں تھا کہ اسے اقدامات سے فلسطین نہ صرف پر عزم ہو جاتے ہیں بلکہ اپنی قیادت کے ساتھ محمد بھی ہو جاتے ہیں، جو کوہ وہ عالم حالات میں نہیں ہوتے۔

کشتر کے لیے یہ کام بہت مشکل ہو گیا کہ وہ سعودی عرب اور فلسطین کی حمایت کے بغیر، معاہدے کے سیاسی اور سلامتی کے حوالے سے نکات پر مصر اور اردن کی حمایت حاصل کریں۔ سب سے زیادہ پر بیان اردن کے شاہ عبد اللہ تھے، ان والگ رہا تاکہ انکو کشراپے اس منصوبے کے ساتھ آئنے پڑتے ہیں تو ان کے لیے مشکل ہو جائے گا کہ فلسطین اور رژیم پیش سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔ اگر وہ یہ منصوبہ قبول کر لیں تو انہیں خدا اس بات کا ہے کہ ان کے لئے کی فلسطین آبادی ان کے شدید خلاف ہو جائے گی اور اگر وہ انکار کرتے ہیں تو عذر رژیم کو نہ صرف تباہی کا بیکار کر دیں گے، بلکہ انہیں اربوں ڈالر کی امریکی اموال سے بھی ہاتھ و ہونا پڑے گے۔ فلسطین اقماری تو اپنی امداد کے لیے تقابل راستے خلاش کر رہی ہے لیکن اردن کے پاس تو کوئی تقابل بھی نہیں ہو گا۔ بہر حال گزشتہ موسم گرما میں کشرنے تھی رائے لی تو شاہ نے حمایت کرنے سے انکار کر دیا، جس کے بعد اس منصوبے کو ایک دفعہ پھر کی ”مناسب وقت“ کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ جب گرین ہلوٹ کو اندازہ ہو گیا کہ اس منصوبے کا کوئی مستقبل نہیں ہے تو ہمونے استحقاقی دے دیا۔

اسی طرح ”مذل ایسٹ اسٹریٹ جگ الائچ“ کے نام سے سعودی عرب کے ایک اور نجوزہ منصوبے کو بھی ناکامی کا مردہ دیکھنا پڑا۔ ریاض کا گمان تھا کے ٹرمپ ایران سے مقابلہ کے لیے پڑوئی عرب ریاستوں کو اس اتحاد میں شامل ہونے پر مجبور کریں گے۔ سعودی عرب کا خیال تھا کہ ”نیبی“ کی طرز پر اس اتحاد میں مصر، اردن اور علیحدہ تھاون کو نسل کے مالک شامل ہوں گے اور انھیں بورا امریکی حمایت حاصل

نہول کیتیں، اس کے بدالے میں سعودی عرب فلسطین کو دس رب؛ الارکی مداد دے گا۔ لیکن صدر محمود عباس نے یونیکشنس سرف زد کرو دی، بلکہ اس پیونکش کی خبر کو عام بھی کرو دیا، جس سے عرب و نمایا میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔

محمد بن سلمان نے کشتر سے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ سعودی عرب یو ٹائم کو اسرائیل کا دار الحکومت تسلیم کرنے کے امر لیکن فیصلے کی مکمل صلحیت کرے گا اور اس بات کا حصہ یقین دلایا تھا کہ عرب دنیا میں اس پر ہونے والا رو عمل بھی دو ماہ میں دم توڑے گا، صدر ثرمپ کے لیے یہ یقین دلبی کافی تھی، اسی کو سامنے لے کر صدر ثرمپ نے ۲۰۱۷ء میں بغیر کسی تردود کے یو ٹائم کو سرا اسرائیل کا دار الحکومت تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا اور ساتھ ماتھا امریکی سفارت خانہ بھی وہاں منتقل کرنے کا اعلان کر دیا۔ محمد بن سلمان نے عرب دنیا کے رو عمل کے بارے میں اسکل سچ کہا تھا، عرب دنیا میں اس فیصلے پر رو عمل شہ ہونے کے دار تھا۔ لیکن وہ کشتر کو دوسرے مقام سے خردار کرنے میں ناکام ہے۔ ولی عبد کوتو شایب یو ٹائم کی کوئی گلزاری تھی، لیکن ان کے والد تو قعی اگر چہ روزانہ کے حکومتی معاملات پر گھمین سلمان کا مکمل کشtron ہے لیکن آخوندی فیصلاب بھی شاہ سلمان کا سامنہ ہوتا ہے۔

یہ علمکی مسجد اتفاقی اسلام کی تیسری مقدس ترین مسجد ہے، لیکن وہ
کے والی ہونے کے ناتھ شاہ سلمان اس محاٹے میں خاموش
ہیں رہ سکتے تھے۔ انہوں نے فوراً اسی صدر قرض کے فیصلے کو
ستر دکر دیا اور اپریل کے مہینے میں عرب ریشماؤں کا اجلاس
مکنی طلب کر لیا تاکہ مقنود طور پر اس اقدام کی نہست کی جا
سکے۔ شاہ سلمان اس وقت سے تین بار باریہ بات کر رہے ہیں
کہ وہ ایسے کسی تصفیہ کو قبول نہیں کریں گے، جس میں فلسطینیوں
کے لیے آزادی یا است اور یہ علمکو اس کا دارالحکومت قرار دیا
گئے۔ اس کے بعد جو حاکمیت کا فرمان ملکیت

بخاری طرف سے روایت کی تکمیل میں پھنک دیا جائے گا۔

شہادت مسلمان کے اس روایت نے شتر کے منصوبے کی دعویٰ میں اضافہ کر دیا ہے، جو یہ سچے بیٹھنے تھے کہ سعودی عرب اس سارے من عمل میں آگے بڑھ کر کروار ادا کرے گا۔ تمپ کے یہ علمکو دار الحکومت تسلیم کرنے کے اعلان سے فلسطینی بھی راکرات میں شریک ہونے سے انکاری ہو گئے۔ اس نظر کے ناظر میں فلسطینیوں نے صدر تمپ سے تمام سرکاری ابطال مقطوع کر دیے اور عباس نے اس فیصلے کی سخت ذمہ کرتے ہوئے کہا کہ ”تمپ مستقبل میں جو منصوبہ پیش کرنے جا رہے ہیں وہ بھیں کسی صورت تکمیل نہیں، یہ معایبہ

لیے پا بندی کی بھرپور کوشش کی۔ اگرچہ ٹرمپ نے ان سب کوششوں کو ”صد راتی فرمان“ کے ذریعے راہ سے ہٹا دیا۔ اس حرکت نے کامگیریں کو مزید خصودیا اور اس طرح امریکا سعودی عرب تعلقات کا اہم ستون بھی عدم استحکام کا شکار ہو گیا۔

محمد بن سلامان کے یہاں مسکے کے فوجی حل پر پڑھ عزم
ہوئے نے جو چیزوں کو اس بات پر محبد کر دیا کہ وہ امیران پر
زیادہ سے زیادہ انحصار کریں۔ ان کی ملک پر حکومت کرنے کی
خواہیں بھی ہڑھائیں۔ اب امیران ان کو نہ صرف بملک میراں
فرما ہم کر رہا ہے بلکہ ہوائی اڈوں، سولہیں تھیںیات پر حملوں
کے لیے ڈروں کی فراہم کیے جائے ہیں۔

MBS پر بیان الاقوامی تھیڈ میں ایک دفعہ پھر سے اس وقت اضافہ ہوا، جب محمد بن سلمان نے سعودی خادم حکومت کو ۲۰۱۸ء میں اشتوں کے سعودی قونصل خانے میں سعودی الیکاروں کے ذریعے قتل کروادیا۔ تمپ اور ان کے دوست رجید رمودی نے اپنے ساتھی کو بیان الاقوامی تھیڈ سے بچانے کی بھروسہ کوشش کی، تمپ نے تو کامگریں کو اس واقعہ کی خوبی معلومات تک رسائی دیتے سے بھی انکار کر دیا، جس سے واشنگٹن میں تقسیم مزید لگھی ہو گئی۔ جیسا کہ ریاض اس وقت واشنگٹن پر حد سے زیادہ احکام رہا تھا اور محمد بن سلمان بھی خادمان کے داخلی مسائل کی ڈیمیں تھے، ایسے وقت میں امریکا کو چاہیے تھا کہ محمد بن سلمان کو اس قتل کی قسمے داری قبول کرنے پر مجبور کرتا تاکہ ان کی بیرونی جاریتیوں کو روکا جاسکتا۔ لیکن تمپ تو سعودی قیادت کو اس بات پر بھی مجردہ کر سکتے کہ وہ اپنی توجہ ایران پر مرکوز رکھے اور اس کے خلاف اتحاد کو منصوبہ تکرے۔

ای طرح سعودی عرب نے امن نما کرات کی بیٹیں رفت میں بھی کوئی خاص مدد نہ کی۔ تجیری کارروں کو یہ بات ٹرمپ کو بتانا چاہیے تھی کہ فلسطین کے معاٹے میں سعودی عرب کبھی بھی فلسطینیوں سے آگے نہیں جاستا۔ لیکن ٹرمپ نے امن عمل کی ساری ذمے داری کشیر پر ڈال دی، جو کہ محمد بن سلمان کی آزاد خیالی سے کافی متاثر ہیں اور آئن کل اسرائیل کے حوالے سے بھی براہمی موقف اپنائے ہوئے ہیں۔ لیکن صدر ٹرمپ نے کشیر کو ذمے داری دیتے وقت ماضی کی ناکامیوں اور کامیابیوں کو تصریط ادا کر دیا۔ کامیابی میں محمد بن سلمان نے کشیر سے یہ وعدہ کیا کہ وہ فلسطینی صدر محمود عباس کو صدر ٹرمپ کی شرکت پر نما کرات کے لیے جایز کریں گے۔ انھوں نے عباس کو یاد کر رہا تھا۔ عباس کو یہ سیاق میں دیکھنا کشیر کی مشکوہ بندی کو

ژرمنپ کے شرق و سطی کے شراکت داروں کے لیے غیر موقع مراجع کے امریکی صدر کا ایک تسلی مراجع اور پرو فائل ایرانی صدر سے ملاقات کرنا اسکی بھائی خواب سے کہا تھا۔ اپنی مدت ملازمت کے تین برسوں میں ژرمنپ کے پاس ایران کے مقابلے پا شرق و سطی میں اس کے فروغ کے لیے ایسا کوئی کام نہ تھا جس کو وہ نمایاں کر سکتی۔ اس کے بجائے ان کے فیصلوں نے ایران اور اسرائیل کے مابین تباہی وہ دی، فلسطینیوں کو تھا کردیا، یمن کی نہ ختم ہونے والی جگ اور وہاں بدترین انسانی بحران کی تعاہد کی اور خلیج تعاون کو نسل میں مکمل طور پر آیک مسئلہ حل پیدا کر دی۔

اس خلیج میں امریکا ایک اور اپریچ اختیار کر سکتا ہے، ایک ایسی اپریچ جو واشنگٹن اور اس کے اتحادیوں کے لیے حالیہ حکومت عملی سے ہزار گناہ بہتر ہو گی۔ امریکا کو اپنی سفارت کاری کو تین کاریوں کا اور ایسے مقاصد یا ایجاد کی تعاہد کرنی ہو گی جن کو دستیاب و سائل سے حاصل کیا جاسکے۔ ایران کے گرد گھیرائیں کرنے کے بجائے ان کی حکومت گرانے اور ان کو حاصل ہوئی تھوڑات کو ”رول یک“ کرنے کو شکن کرنی چاہیے۔ عراق اور شام میں امریکی فوت کی موجودگی برقرار رکھنی چاہیے۔ اٹھی محاذے JCPOA کو برقرار رکھنا چاہیے، باں اس میں موجود جہول و ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس کام کے لیے ایران پر بندیوں میں ذی کی پہلوں کو تھیار کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ خلیج تعاون کو نسل کے تعاہدوں کو ختم کرنا چاہیے اور مکن تباہی کے متعلق تام فریقین کو اس میں کوئی رنے کے لیے مذاکرات کی نیمیں پر لانا چاہیے۔ اسرائیل اور قسطنطین تباہی کے منصوبے اعلیٰ کی طرف واپس جانا چاہیے۔ اگرچہ اس مسئلے کے حل کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن دوریاً تسلی کی امید زندہ رہے گی۔ اسرائیل اور سعودی عرب کو اسی تھادی کا درجہ تو دیں لیکن ان کو خلیج کا تھیک دارہ بنائیں، کہ وہ جو چاہیں خلیج میں کرتے پھر۔ عالمی اتفاق رائے کو ختم کرنے کے بجائے اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ امریکی مقاہلات کے حصوں میں آسانی رہے۔

یہ تبدل راستہ وہاں پہلے شروع یئے جانے والے ہرچی کسی بھر کے منصوبے کو کامیاب کر سکتا ہے۔ لیکن اگر امریکا میں ژرمنپ کی پالیسیاں جاری رہتی ہیں تو اس بات کے توی امکان ہیں کہ امریکا نہ صرف تباہ کھڑا ہو بلکہ ایک سیراپ کے پیچھے دوز رہا۔ (ترجمہ: خانفہ خود یونون)
"Disaster in the desert".
("Foreign Affairs", Nov./Dec. 2019)

لے جواب دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سب سے پہلے تو ایران نے JCPOA کے مقابلے پر تھادی کی افروزی میں اضافہ کر دیا ہے، ستمبر میں ایران نے سینٹری فوجوں کی ڈیپ لسٹ تیز کر دی ہے اور ہر ہفت جنداشی تھیاروں کی تیاری شروع کر دے گا جیسا کہ اب ژرمنپ مقابلے سے پیچھے ہٹ پکے میں اس لیے وہ ایران کو روکنے کا دل تو کوئی قانونی جواز رکھتے ہیں اور نہیں وہ اس مسئلے پر بندگی مالک کی تھادی حاصل کر پائیں گے۔

اب ایرانی اقدامات صدر ژرمنپ کو بندگی میں خلیل رہے ہیں۔ اگر صدر ژرمنپ ایران کو ان اقدامات سے روکنے میں ناکام ہوتے ہیں تو ان کے اتحادی تھن یا ہوان کو اس بات پر بحث کریں گے کہ وہ ایران کے ایشی پر گرام کو تھانہ بنا کیں، جس کے بھائی اثرات ہوں گے۔ اس پیش رفت کو روکنے کا دھخل ایران پرستے بندیوں کی نی ہے، جو کہ صدر ژرمنپ دینے کو تھا۔ تھا اب ہر ہفتا جاہا ہے کیوں کہ ایران اب پرے خلیج میں امریکی مقاہلات پر جعل کر رہا ہے، جیسا کہ آہنے ہر مرکے قریب تھل کے جہادوں پر پراسرار جعل، گولان کی پہاڑیوں پر ایرانی میراں جمل، فلسطین میں اسلامک جہاد کی بڑھتی ہوئی کارروائیاں اور سعودی عرب میں تھل کی تھیاتیں پر جعل شامل ہیں۔

ان سب کے جواب میں صدر ژرمنپ نے سمجھی میں طیارہ بردار جہاز خلیج کی جانب روشن کیا، لیکن جب ایران نے امریکی ڈرون گرایا تو صدر ژرمنپ نے ایران پر جعل سے نظریں چالیں۔ ایرانی صدر ژرمنپ کے مراجع کو بھی گھے، ژرمنپ جگ کی یا تھل تو کر سکتے ہیں، لیکن جگن ٹھیں۔ ان کو نہ اڑا ہوئی کہ ”بارگین“ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس لیے ایران نے میں بھی اضافہ رہا ہے۔

صدر ژرمنپ نے لیکن اپنے قدم نہیں روکے بکہ دباؤ مزید بڑھانے کے لیے ایران کے پاسداران انتقام کو دوشت گرد تھیم فراہم دے دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جن اور بھارت کو ایرانی ٹیکن فریڈ نے پر بھی کوئی چھوٹ و بینے سے انکار کر دیا۔ جیسے جیسے پا بندیاں بڑھتی جا رہی ہیں، ایران کی میمعشت خطرناک حد تک خراب ہوئی جا رہی ہے اور اس طبق میں بورپ بھی کوئی خاص مد نہیں کر پا رہا۔ اس موقع پر ایران کا غلط اب جواب دے گیا ہے۔

اب تک ایران نے پوری کوشش کی کہ صبر تھل سے کام لیا چاہے اور ۲۰۲۰ء کے صدر اتنی انتخابات کا انتظار کیا جائے، اسی لیے اس نے یورپ کو بھی اعتماد میں لیے رکھا۔ لیکن اب ایران

ہو گی اور امریکا کے تمہان یا نمائندے کے طور پر سعودی عرب اس اتحادی سربراہی کرے گا اور یہ اتحاد ایرانی جاریت کا مقابلہ کرے گا اور اسرائیل اس کی خاصیت حفاظت کرے گا۔ اس منصوبے پر عملدرآمد کے لیے جب ستمبر ۲۰۱۸ء میں اجلاس ہوا تو داخلی طور پر شدید تھم کے تباہیات سمازے آئے، جس پر اس منصوبے کو دیہیں روک دیا گیا۔ ژرمنپ نے فوراً انی Anthony Zinni (انواعی صیادی کے طور پر نامزد کر دیا، Anthony Zinni) ایران کے غافر عرب ریاستوں کو آگے بڑھانے کے حوالے سے کچھ زیادہ پیش رفت دئے رکھے۔ اس لیے زینی نے بھی جووری میں استعفی دے دیا۔ تین ماہ بعد مصر نے اس منصوبے سے الگ ہو کر اس کے تابوت میں آخری تسلی ہو گکہ دی۔

ایران

جس طرح ژرمنپ انتظامیہ نے باقی معاذوں پر بڑی بڑی غلطیاں کیں، اسی طرح ایران کے مسئلے پر بھی ژرمنپ کے اقدامات کے کوئی ثابت تھا کہ آمد نہ ہو سکے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایران پر بھاڑ کی اس ہم کے تینے میں ایرانی ”پاکی“ کی مالی معاونت میں کی آئی ہے۔ اگرچہ ان تھیموں کی کارروائیوں میں کی آئی ہے لیکن اب بھی یہ تھیٹیں کارروائیاں کرتی رہتی ہیں۔ لبنان میں حزب اللہ اب بھی اپنے اسلحے خانے میں گائیڈڈ میراں شامل کرنے کی کوشش کر رہی ہے، ایرانی تھادی یا نہ سلح تھیٹیں جن میں حوثی باغی، حاس، اسلامک جہاد اور شام میں موجود مختلف گروہ نہ صرف اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں بلکہ ان کی مالی معاونت میں بھی اضافہ رہا ہے۔

صدر ژرمنپ نے لیکن اپنے قدم نہیں روکے بکہ دباؤ مزید بڑھانے کے لیے ایران کے پاسداران انتقام کو دوشت گرد تھیم فراہم دے دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جن اور بھارت کو ایرانی ٹیکن فریڈ نے پر بھی کوئی چھوٹ و بینے سے انکار کر دیا۔ جیسے جیسے پا بندیاں بڑھتی جا رہی ہیں، ایران کی میمعشت خطرناک حد تک خراب ہوئی جا رہی ہے اور اس طبق میں بورپ بھی کوئی خاص مد نہیں کر پا رہا۔ اس موقع پر ایران کا غلط اب جواب دے گیا ہے۔ اب تک ایران نے پوری کوشش کی کہ صبر تھل سے کام لیا چاہے اور ۲۰۲۰ء کے صدر اتنی انتخابات کا انتظار کیا جائے، اسی لیے اس نے یورپ کو بھی اعتماد میں لیے رکھا۔ لیکن اب ایران

محدود ریاستوں میں نافذ کرنے کی کوشش کی جی گئی جو ناکام رہی۔ پھر تقویص جموں و کشمیر کی خصوصی آئینی حیثیت ختم کرتے ہوئے پوری وادی کے مسلمانوں کو لاک ڈاؤن کے تحت زندگی بر کرنے پر بجور کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب پرمکھ کوٹ نے مودی نے شہریت کے تباہ علی پر ہم جوئی شروع کی آسام میں شہریت کے شاہد چیک کرنے کے نام پر مسلمانوں کو نشانے پر لایا گیا۔ اور اب شہریت کے تباہ عزمی میں کے ذریعے پورے ملک کے مسلمانوں کو دیوار سے لگایا جا رہا ہے۔

مؤثر اپوزیشن کا فقدان

ششی قھرو اور سونیا گاندھی ہیسے کا گھریں قائمین نزد مودی اور بی جے پی کے خلاف بولتے ہیں تاہم حقیقت یہ ہے کہ مرکز میں مضبوط اپوزیشن مضبوط نہیں جس کا بی جے پی بھر پور فائدہ اخراجی ہے۔ یہ بھارتی جمہوریت کے لیے بھی خطرے کی گھنٹی ہے۔ کاگریں کھنی ایک بڑی جماعت ہوا کرتی تھی، اب بہت گھٹ کر رہ گئی ہے۔ کاگریں کی قیادت پر نہرو خاندان کا تصرف ہے اور بڑی جماعت جموئی طور پر بیدعنوان، نا اہل اور مبتکبر تصوری کی جاتی ہے۔

جمہوریت کی پستی

ششی قھرو ہیں، دوسرے ہیں سے بھریں ہیں اب زیندگی کی قیادت میں بھارتی جمہوریت کے حوالے سے خطرے کی گھنٹی بجا رہے ہیں۔ رام چندر گوہانے کے ۲۰۱۶ میں شائع ہونے والی کتاب ”انڈیا آف گاندھی“ میں لکھا تھا کہ بھارت میں جمہوریت ۵۰/۵۰ بے گرا بی تائب ۳۰/۷۰ ہو چلا ہے کیونکہ آزاد صفات پر تسلی ہو رہے ہیں اور نہیں اکمل شدید دیا میں جی رہی ہیں۔

جب نزد مودی چنی بار اقتدار میں آئے تھے تب آئڑیلیا، جاپان اور امریکا کی قیادتوں نے امید ظاہر کی تھی کہ بھارت میں جمہوریت میزبانی ہو گئی اور جنین کو زیادہ وقت سے مندوی جائے گا۔ موقع کی جا رہی تھی کہ جنین کی غرضت بحال کرنے سے تعلق صدرشی جن چنگ کے عزم کے آگے دیوار کھڑی کی جائے گی۔ مودی کی قیادت میں بھارتی حکومت سے ایسے کسی بھی کرواری کی توقع دن بہمن نزد پرانی جا رہی ہے۔

(ترجمہ محمد ابی تمیم خان)

"India has a Modi and a BJP problem".

("theglobalist.com". December 19, 2019)

افغانستان میں بھارتی مخالفت میں تیزی

جھرپول کی وجہ سے افغان حکومت میں اس کا منع ہاتھ ہے۔ اس کی واضح مثال ۲۰۱۲ء سے ۲۰۱۴ء تک بڑے پیمانے پر ہوتے والے اجتماعی مظاہرے ہیں۔

۵ رائست کو جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کر دیا گیا، جو ۱۹۷۴ء میں دیا گیا تھا۔ کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کے بعد آرٹیلیری ۲۷۲ کے نفاہ کے لیے بھارت نے ۲۸ نیز ارمیز بھارتی فوجی کشمیر میں بھیج دیے، اس دوران ہر ختم کے ذریعے بھارت اور پاکستان کے درمیان برسوں سے چل آ رہی ہے، لیکن اب اس جنگ کو افغانستان سے بھی ایک ربط حاصل ہے کیونکہ کامل بھی اب پاکستان اور جنی ولی کے درمیان جنگ کا میدان ہن چکا ہے۔

اگست میں جب سے بھارت نے کشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کرتے ہوئے وہاں غیر انسانی کریک ڈاؤن شروع کیا ہے، کامل کی طور پر بھارت کے اقدام کے حق میں کلی یا نا انسانی ریکارڈ کا حصہ ہے ہیں۔ افغانستان کے لوگوں کے خیالات عمومی طور پر پاکستان مخالف ہیں، لیکن کشمیر کی پیچیدہ ہوتی صورتیاں پر لوگوں کے تاثرات ملے جلے ہیں اور وہ اس مسئلے پر فتنی و ملکی کمکل جماعتیں کر رہے ہیں۔ یہ صورتحال بھارت کے حق میں خطرناک ہے۔ تباہ انتظامیہ صرف بھارت کے ساتھ تعلق کو مسترد کیا ہے اور انہوں نے پاکستان پر یہ الزام لگایا کہ وہاں مدارس میں دشمن گردیاں ہوتے ہیں، جو افغانیوں کو صرف اس لیے قتل کر دیتے ہیں کہ وہ بھارت مخالف ہیں۔

جو لوگ طالبان کو پاکستانی فوج کا حاوی سمجھتے ہیں، ان کی لئی کے لیے طالبان کا رائست کا بیان کافی ہے۔ جس میں طالبان نے بھارت اور پاکستان دونوں سے پہلی رتبہ کی درخواست کی تھی، افغان طالبان کا یہ بیان ان کی لکھی اور تو یہ عالمیات پر ترجیحات کی نشاندہی کرتا ہے۔ جوئے اس کے کو دعا لی سڑپر مسلم اتحاد کی کوئی بات کرتے، انہوں نے دونوں ملکوں کو بغیر جایدرا نہ مسحورہ دیا ہے۔ افغان صاحبی محمد ہادر بن ارسلانی کے مطابق "طالبان خود کو بیشہ ایک قوم پرست جماعت سمجھتے ہیں اور کسی بھی دوسرے مسلمان مخالف ملک کی مخالفت میں کوئی بیان نہیں دیتے، سوائے چنان ایک بہم بیانات کے جن میں وہ تمام مسلمانوں کی آزادی کی بات کرتے ہیں۔" افغانستان کے ساتھ تعلقات اور پاک افغان سرحد پر ہونے والی

Hari Prasad, Zoe Leung

۱۹۸۹ء میں جب روس افغانستان سے لکھ گیا، تو کشمیر میں پاکستان کی سرپرستی میں بھارتی حکومتی کے خلاف مراجحت میں تیزی آئی۔ یہ جنگ کشمیر کے تباہ سرحدی علاقے میں بھارت اور پاکستان کے درمیان برسوں سے چل آ رہی ہے، لیکن اب اس جنگ کو افغانستان سے بھی ایک ربط حاصل ہے کیونکہ کامل بھی اب پاکستان اور جنی ولی کے درمیان جنگ کا میدان ہن چکا ہے۔

اگست میں جب سے بھارت نے کشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کرتے ہوئے وہاں غیر انسانی کریک ڈاؤن شروع کیا ہے، کامل کی طور پر بھارت کے اقدام کے حق میں کلی یا نا انسانی ریکارڈ کا حصہ ہے ہیں۔ افغانستان کے لوگوں کے خیالات عمومی طور پر پاکستان مخالف ہیں، لیکن کشمیر کی پیچیدہ ہوتی صورتیاں پر لوگوں کے تاثرات ملے جلے ہیں اور وہ اس مسئلے پر فتنی و ملکی کمکل جماعتیں کر رہے ہیں۔ یہ صورتحال بھارت کے حق میں خطرناک ہے۔ تباہ انتظامیہ صرف بھارت کے ساتھ تعلق کو مسترد کیا ہے اور انہوں نے پاکستان پر یہ الزام لگایا کہ وہاں مدارس میں دشمن گردیاں ہوتے ہیں، جو افغانیوں کو صرف اس لیے قتل کر دیتے ہیں کہ وہ بھارت مخالف ہیں۔

بھارتی حکومت کی "سافت پاوز" پالیسی نے افغانستان کے ساتھ پر اشتراکات میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بھارت افغانستان میں سب سے زیادہ سرمایہ کاری کرنے والے اور سب سے زیادہ امدادیں والے ممالک میں سے ہے، کچھ احمد منصوبے خلاں سڑکوں اور عمرانیوں کی تعمیر اور پارکیوں ہاؤس کی تعمیر میں بھی بھارت پیش پیش رہا ہے۔ توجہ ان افغانیوں کو بھارت کی ثقافت کی طرف نائل کرنے اور افغانستان سے دیرپا اور مضبوط تعلقات کے لیے بھارت بڑے پیمانے پر افغانستان میں ائمین فلموں کو پھیلایا رہا ہے۔ افغان عوامی طور پر بھارتی فوج کو خلیے میں تو ازان قائم رکھنے والی توں سمجھتے ہیں۔ اس کے برکس پاکستانی فوج کے افغان طالبان کے ساتھ تعلقات اور پاک افغان سرحد پر ہونے والی

یہیں کہ بھارت اور پاکستان صرف اپنے مفادات کے لیے افغانستان میں داخل کر رہے ہیں، حقیقت میں دونوں ٹکوں کو آزاد اور خود تحریر پر وی ملک پسند نہیں۔ ایک طرف پاکستان پشوتو اور بلوچوں کے حقوق دینے میں تالیم کا عکار ہے، اس حوالے سے اسلامی حقوق کی خلاف ورزی بھی کی جاتی ہے وسری طرف بھارت کی وہری پالسی کی وجہ سے مسلمانوں پر نہ صرف اندر وون ملک لیعنی بھارت میں زندگی مشکل کر دی گئی ہے بلکہ کشمیر میں بھی مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ خاصہ جگہ کی صورت حال میں کشمیر کا مستقبل انہوں نے میں ہے۔

افغان باریک بینی سے مودی کی کشمیر پالسی کا جائزہ لے رہے ہیں، خیلی کو یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیے کہ افغان اس وقت مودی کی کشمیر پالسی کو دیکھتے ہوئے اپنی رائے بدار ہے ہیں، وہ مکتا ہے کہ بھارت کے پاس افغان رائے مامنی کے سامنہ مال کے ملکی تحریر کی وجہ سے زیادہ باریک بینی سے دیکھتے ہیں، لیکن کشمیر کے حال میں وہ اپنا ماضی و یکجا فنا پالسی سے بننے والے عدم اختصار پر قابو پانے کے لیے بھارت کو اور ہمیں بہت کچھ کرنا پڑے گا۔ (ترجمہ: سید اختر "Kashmir could wreck India's reputation among Afghans". ("foreignpolicy.com"). Nov.22, 2019)

کرتو تو ان پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

۸۰ کی وہی میں مجاہدین کے ساتھ مل کر روس کے خلاف لڑنے والے افغان ڈرامجور عارف خان نے اسی طرف کے خیال اس کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ "کشمیر یوں کے ساتھ ہمروں کی جانی چاہیے اور آزادی حاصل کرنے کے لیے ان کی مدد بھی کی جانی چاہیے لیکن جب ان سے کشمیر کے موجودہ حالات پر سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ پاکستان کی وجہ سے ہے، پاکستان اپنے ملک کے حالات کو سدهارانے کے بجائے دیگر ممالک کے معاملات میں ڈھن اندرازی کرتا ہے اور وہ بمارے ملک کو اسلو اور عربیات کی اسمگنگ کے لیے استعمال کرتا ہے۔

کشمیر اپنی حصوصیں جغرافیائی اور میاں صورت حال کی وجہ سے افغان مجاہرین کی نظر میں اہمیت رکھتا ہے، لیکن وہ اسے اپنے ماضی کے سامنہ مال کے ملکی تحریر کی وجہ سے زیادہ باریک بینی سے دیکھتے ہیں، لیکن کشمیر کے حال میں وہ اپنا ماضی و یکجا فنا پالسی سے بننے والے عدم اختصار پر قابو پانے کے لیے اور پاکستان کی کارکن سوریا کھر افغان مجاہرین اور پناہ گزیوں کے لیے کام رکھتی ہے، ان کے مطابق افغان کشمیر یوں کی جدوجہد کے حاتی ہیں، لیکن وہی بات بھی سمجھتے

کہ ہمارے لوگ موجود ہیں، کچھ تو غیر جانبدار ہتے ہیں، اور کچھ بھارت کی حمایت کرتے ہیں اور اس حمایت کی بنیادی وجہ بھارتی حکومت کی جانب سے افغان حکومت کی مدد اور کچھ پاکستان کی دشمنی شامل ہے۔ لیکن حال ہی میں افغان صحافیوں کے ساتھ ہونے والی گفتگو میں اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہ فکر کرائے عامہ بدل رہی ہے۔ خاص جگہ کے حوالے سے وہ اپنے تحریر بات کا اظہار کر رہے ہیں اور اسی تماظیر میں وہ کشمیر کے بدترین حالات کا اور اس کا رکھتے ہیں، اسلامی کے مطابق افغانیوں کی کشمیر یوں کے ساتھ ہمروں اسی وجہ سے ہے کہ وہ جگہ کے دوران ظم و جبر کے حالات کا طویل مدت تک سامنا کرچکے ہیں۔

افغانستان میں عموم کی اچھی خاصی تعداد کشمیر یوں سے ہمروں رکھتی ہے، لیکن ایسا میں بھارت کی طاقتوریت کی وجہ سے کھل کر کشمیر سے اظہار ہمروں کے بیان یہ کو پڑ ریا۔ نہیں ملتی۔ افغانستان میں اشرافیہ بھارت کے ساتھ ہے، ان کے ساتھ ساتھ افغان متسلط طبقہ بھی اسلام آباد سے نالاں ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان افغانستان کے اندر وہی معاملات میں ڈھن اندرازی کرتا ہے، پاک افغان سرحد پر ہونے والی ہجرت یوں اور پشو آبادی کے ساتھ غیر منصفانہ رویے کو بھی وہ ڈھن اندرازی کے تماظیر میں دیکھتے ہیں۔

پاکستان کے بارے میں قائم غیر موقع کی وجہ سے اکثر افغان

ہر اس مسئلے پر بھارت کا ساتھ دیتے ہیں جو پاکستان خلاف

ہو اور پھر پاکستان خلاف یہی موقع اثیا کے تمام برے

اسلامک ریسرچ اکیڈمی کی خصیٰ کتاب

ڈل مدد اور دعا

سید رضا ابرار



میر احمد غلبی

اسلامک ریسرچ اکیڈمی پرائیویٹ

اکیڈمی بک سینٹر، فون: 021-36809201

بہم آپ کے تعاون دعاوں مشوروں اور تصریحوں کے لیے ممون ہوں گے۔

نوٹ: زرعیاں اور عطیات کے چیک/ڈرافٹ وغیرہ پر

Islamic Research Academy Karachi

لکھیے/لکھوایے۔ براؤر کراچی سے باہر کے بینک کا چیک نہیں بھیجے۔ خاصی رقم بینک چارجز کے نام سے کٹ جاتی ہے۔ بخطہ کتابت اور تسلیم در کے لیے ہمارا پاتا ہے:

D-35, Block-5, F.B. Area, Karachi - 75950, Tel: (92-21) 36809201, 36349840

بھارت کے دو بنیادی مسائل

John West

عین تو سیت کے مظاہر اُحالے جانے ہیں اور جو لوگ ایسا کر رہے ہیں انہیں کپڑے جانے کا بالکل خوف نہیں۔ ششی قردر کہتے ہیں نزیر درودی کے دور کا بھارت جمہوری، بہل، سیکولر اور دادا شنس رہا جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے خوب دیکھا تھا۔

مودی معاشی مصلحت نہیں!

خیال کیا جا رہا تھا کہ نزیر درودی کے عہد میں بھارتی میثت غیر معمولی استحکام سے ہم کنار ہوئی مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ ایشیائی ترقیاتی پیٹک نے ۲۰۱۹ء کے حوالے سے اپنے تجزیے میں بھارتی میثت کے فوٹ پانے کی شرح میں مزید کی کر دی۔ اس وقت چینی میثت اور فیصد سے زائد کی شرح سے پہنچ رہی ہے جبکہ بھارتی میثت، نے کبھی سب سے بڑی سے پہنچے والی بڑی میثت کا درجہ حاصل تھا، جنہیں اسی نصیل میں اُنکی ہوئی ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے ارمن سہرا منش کہتے ہیں ”معاشی ہم سے متعلق جو اعداد و شمار بھارتی حکام پیش کرتے ہیں ان پر لہو دسانہیں کیا جاسکتے کیونکہ حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے بہت کچھ بڑا حاکمیتی کارکردان کیا جا رہا ہے۔“

میثت کو شدید تقصیان پہنچانے والے عوام میں کرنی تو تبدیل کرنے جیسی انتہائی ناقص پالیسی اور غیر داشتمند ایک اصلاحات نہیں ہیں۔ انتہائی ہم کے دوران وحدہ میا گیا کہ حکمرانی کا معیار ہر سورت بلند کیا جائے گا۔ ریزرو بیک آف انڈیا کے سابق گورنگور احمد اور دیگر بریئن کا کہنا ہے کہ اختیارات کے وزیر اعظم آفس میں انتکاڑ سے معاشی پالیسی نری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ کامیابی کا راکان بھروسہ طور پر بے اختیار سے ہے۔ اسے اپنی حکمرانی نہیں کہا جا سکتا۔

ہندو قوم پرستی مقابله معاشی ترقی

رگھورام راجن کہتے ہیں کہ بعد قوم پرستی یا انتہائی پسندی ملک کو معاشی نہیں راد سے بنا دے گی۔ یونیورسٹی تھامس کا یوں کوئی رکھتے کہ یہ ملک کو غیر معمولی معاشی نہیں ضرورت ہے۔

تو قوم کی جاری تھی کہ ہی بے پی ۲۰۱۹ء کا ایکشن نہیں جیسے سکے گی۔ چدرا یا ستون میں اس کی نکست نے اس خیال کو زیر ہمایوں کی تقویت دی تھی کہ نزیر درودی کی شخصیت کا علم، مہماز چکا ہے مگر عام انتخابات کے حکایت نے ہی بے پی کو پاریست کے دلوں ایوانوں میں مصبوط اترین جماعت کے طور پر پیش کر دیا۔

مودی انتہائی پسندی کے راستے پر

عام انتخابات کے بعد چد ماہ کے دوران غیر معمولی معاملات ہوئے ہیں۔ پہلے ترقیاتی پیشخواز رجسٹر آف سیئر زمزکو

انتخابات کے حوالے سے چلا جانے والی ہم کے دوران وحدہ کیا

قما کے شہریت کے مل میں تراجمہ کے ذریعے پاکستان، بھلادلش

اور افغانستان سے تعلق رکھنے والی غیر مسلم اقلیتوں کو کپانے کی

بھرپور کوشش کی جائے گی۔ اب اس وعدے پر عمل کیا جا رہا ہے۔

بھارتی جنتا پارٹی کی حکومت اپنے وعدے پورے کرنے

میں ناکام رہی ہے۔ ۲۰۲۱ء میں جب نزیر درودی کی قیادت

میں بھارتی جنتا پارٹی کی حکومت قائم ہوئی تو لوگوں کا خیال تھا

کہ ہی بے پی تازہ ہوا کا جھوکا ثابت ہوئی مگر ایسا کچھ نہیں

ہوا۔ میثت کے حوالے سے بھی نزیر درودی اور ان کی ٹیم کی

کارکردگی زیادہ متاثر کن نہیں رہی۔ ڈیونڈ وو عشروں کے

دوران بھارت ترقی کی راہ پر گامز من رہا تھا مگر ہی بے پی کی

حکومت کے تحت دوران کا رکورڈی کا گراف گرا اور اب معاشی

شرح نموداً پائی فیصلہ کے آس پاں رہ گئی ہے۔

میثت کو شدید تقصیان پہنچانے والے عوام میں کرنی

سالہ اقتدار کے بعد اقتدار کے ایوانوں میں قدم رکھنے کا موقع

ملا تھا۔ لوگ یہ تجھہ رہتے تھے کہ بھارت کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت

سے غیر معمولی کامیابیاں سیئے والے نزیر درودی ملک کے

یہ اپنائی پارٹی معاشرے کے قابوں و کھانی نہیں دے رہے۔

بھارتی پاریست کے دو قوانین (لوگ سجا اور راجہ

سجا) نے حال تی میں شہریت کا ترقیاتی مل مکمل مذکور کیا ہے جس کے

مطابق مسلم اکثریتی ریاستوں پاکستان، بھلادلش اور افغانستان

سے تعلق رکھنے والے بندوں، سکھوں، سیکھوں، بدھوں، جیز

اور پارسیوں کو بھارتی شہریت دی جائے گی۔ اس قانون میں

بندوں کی اکثریت والے ممالک میانمار اور سری لنکا سے فرار

ہوئے والی اقیقوں کا کوئی ذکر نہیں۔ واضح رہے کہ میانمار میں

سرکاری مشینری کے مظالم سے بھگ آ کر لاکھوں رو بغلیا مسلمان

ترک ہٹ پر بجور ہوئے ہیں اور بھلادلش میں پناہیں ہے۔

شہریت کے ترقیاتی مل کے ذریعے اپنے بندوں پر بھارتی

جنتا پارٹی کی تکمیل نے مسلمانوں سے واضح اتیازی سلوک

کی راہ بھوار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر پورے ملک میں

شدید احتیاج کیا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ نزیر درودی کے دور میں سب سے

نرمی بات یہ ہوئی ہے کہ فرقہ واریت کو ترک کر کے حکمرانی کی وہ

صلاحیت پیدا کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہے ہیں جس کی

بھارت ہی ملک کو اشنازورت ہے۔

ششی قردر کا کہنا ہے کہ نزیر درودی کے دور میں سب سے

نرمی نے یہ اقدام امر کیی صدر افغانستان کے لئے قدم پر

چلتے ہوئے کیا ہے جنہوں نے متعدد مسلم ممالک سے تعلق

رکھنے والے افراد کے امریکا شاہزادے پاہندی عائد کی تھی۔

نزیر درودی نے سال رواں کے اوائل میں منعقدہ عام